ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور

اسلامی اقدار کا نقیب

نگران اعلیٰ

مولانا مفتی محمود

یحییٰ خان نے گول میز کانفرنس نہ بلائی اور پاکستان ٹوٹ گیا

(پاکستان قومی اتحاد کے صدر سے ایک انٹرویو)

اگر مذاکرات کے دوران نوابزادہ نصراللہ خان بھٹو سے ملے ہوئے تھے تو...

شیخ رشید کی گولیوں سے چار مزدور ہلاک ہوئے

(ملتان میں خونی ڈرامہ)

بزنجو نے ضمانت پر رہا ہونے سے کیوں انکار کیا تھا؟

(بلوچستان کی خفیہ ڈائری)

قیمت ایک روپیہ

۱۰ صفر المظفر ۱۳۹۸ھ جمعہ

ایک پیغام ہے آپ کے نام ہے

یہ نظم تحریک کے دوران ڈسٹرکٹ جیل کے تجربات میں کہی گئی

پرچمِ حق فضا میں اُڑاتے چلو
حریت کے ترانے بھی گاتے چلو
خوں سے شمعِ ایماں جلاتے چلو
ایک پیغام ہے آپ کے نام ہے

ڈگمگائیں نہ راہِ وفا میں قدم
گو کہ حق کہہ کے ہوتے رہیں سر قلم
آپ سب کی نگاہوں میں پھر محترم
ایک پیغام ہے آپ کے نام ہے

ہر طرف صبحِ خنداں بکھر جائے گی
آپ چاہیں تو قسمت سنور جائے گی
ظلم کی رات آخر گزر جائے گی
ایک پیغام ہے آپ کے نام ہے

ہر برائی کا اب راستہ روک دو
ناروا ہو گیا جو روا، روک دو
ظلم کا جبر کا سلسلہ روک دو
ایک پیغام ہے آپ کے نام ہے

دل میں پیدا ہر اک کے ہو فکرِ وطن
پھول کھل جائیں گے پھر چمن در چمن
ہوگا جنت نشاں آپ کا یہ وطن
ایک پیغام ہے آپ کے نام ہے
آپ کے نام ہے ہاں مگر عام ہے

حکیم افتخار فخر

اداریہ

سنگین بدعنوانیوں کے تحت مقدمات کا چالان

باخبر ذرائع کے حوالے سے قومی اخبارات میں یہ خبر آچکی ہے کہ سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف سنگین بدعنوانیوں کے تحت مقدمات کا چالان آئندہ چند دن تک پیش کر دیا جائے گا۔ ان مقدمات کی سماعت کے لیے لاہور ہائی کورٹ کے جج کا تقرر کیا جا رہا ہے جس قانون کے تحت مسٹر بھٹو کے خلاف مقدمات قائم کیے جا رہے ہیں وہ خود سابق وزیراعظم نے سینیٹ، قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے بدعنوان ارکان کو نااہل قرار دینے کے بارے میں بنایا تھا۔ اس قانون کے تحت وزیراعظم کو مستثنیٰ قرار دیا گیا، مگر اب اس قانون میں ایسی ترامیم کی جا رہی ہیں جن کے تحت اس قانون کے تحت سابق وزیراعظم کے خلاف بھی کارروائی کی جا سکے۔

خبر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ سابق وزیراعظم کے خلاف اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرنا اور دیگر سنگین قسم کی بدعنوانیوں کے ارتکاب کے سلسلے میں موجودہ حکومت کے پاس دستاویزی ثبوت موجود ہیں جنہیں مقدمات کی شکل میں لاہور ہائی کورٹ میں بطور چالان پیش کیا جائے گا۔

قومی حلقے شروع دن سے یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ مسٹر بھٹو پر سنگین بدعنوانیوں کے تحت مقدمہ چلا کر بھٹو کا اصلی چہرہ قوم کو دکھایا جائے۔ خان عبدالولی خان کے جیل سے رہائی کے بعد اس مطالبے میں مزید شدت پیدا ہو گئی تھی، کیونکہ ولی خان نے اپنی ہر تقریر، ہر بیان اور ہر گفتگو میں ہر جگہ یہ بات کہی کہ بھٹو ازم کو ختم کیا جائے۔

لاہور کے استقبالیے میں (جو پاکستان قومی اتحاد کی طرف سے ان کے اعزاز میں دیا تھا) تو واشگاف الفاظ میں ولی خان نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ بھٹو پر اس کے اپنے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق مقدمہ چلنا چاہیے۔

پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے جاپانی صحافی کے اس سوال کے جواب میں کہ کیا بھٹو کو پھانسی کا امکان ہے ——— یہ کہا تھا کہ امکان سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا، لیکن اگر بھٹو کے جرائم کی طویل داستان سے بھی لوگوں کو روشناس کرا دیا جائے تو بھٹو موت سے قبل ہی مر جائے گا۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ عوام کے سامنے ابھی تک بھٹو کے سنگین اور مکمل جرائم کی فہرست نہیں آسکی۔ بھٹو نے اپنے سات سالہ دورِ اقتدار میں اگر کچھ کیا ہے تو وہ بدعنوانیاں اور سنگین بدعنوانیاں ہیں۔ بھٹو کا ہر قدم بدعنوانی کے لیے اٹھتا تھا اور ہر عمل بدعنوانی کی ایک جیتی جاگتی تصویر تھا۔ بھٹو نے چھوٹی بڑی انگنت بدعنوانیاں کی ہیں، لیکن اس کی سب سے بڑی اور سب سے سنگین بدعنوانی مادر وطن کا دولخت کر دینا ہے۔

اس سب سے بڑی اور سب سے سنگین قومی بدعنوانی کی پاداش میں سب سے پہلے مقدمہ چلنا چاہیے تاکہ عوام کو بھٹو کی مکمل "قومی خدمات" کا واضح اور دوٹوک علم ہو سکے۔ اس سلسلے میں جنرل نیازی اور جنرل یحییٰ خان اس مقدمے کے دو بڑے گواہ موجود ہیں۔ جنرل نیازی اور جنرل یحییٰ خان نے اپنے بیانات میں بھٹو کی کارستانیوں کا ذکر بھی کیا ہے۔

اگر یہ کام موجودہ حکومت نے کسی مصلحت کی وجہ سے نہ کیا تو سقوطِ مشرقی پاکستان کا موضوع ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مابہ النزاع بنا رہے گا۔ ظن و تخمین کے پتھر پھینکے جاتے رہیں گے، اور کسی فیصلے پر پہنچے بغیر ایک دوسرے کو موردِ الزام ٹھہرایا جاتا رہے گا۔ موجودہ حکومت کو چاہیے کہ جہاں اس نے اور بہت سے اچھے کام کیے ہیں وہاں اس اچھے کام کو بھی انجام تک پہنچائے۔ اس طرح سے قوم کو شکوک و شبہات اور ظن و تخمین کی دلدل سے نکال کر حزم و یقین اور تحقیق و تفتیش کی شاہراہ پر لایا جا سکتا ہے۔

مسٹر بھٹو جو اپنے آمرانہ دورِ اقتدار میں اپنی حب الوطنی کا ڈھنڈورا پیٹ کر اور قومی ذرائع ابلاغ کو اپنے



جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر ۳

جمعۃ المبارک ۱۰ صفر المظفر ۹۸ھ ۱۴ جنوری

سرپرست
مولانا عبیداللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی



بدل اشتراک

سالانہ
۴۵ ——— روپے
ششماہی
۲۳ ——— روپے
سہ ماہی ——— ۱۱/۵۰ روپے

فی پرچہ
ایک روپیہ

پیکے از مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

[illegible] میں چھپوا کر مولانا عبیداللہ انور نے شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

حق میں استعمال کر کے پوری دنیا کو یہ باور کراتے رہے ہیں کہ ان سے بڑا پاکستانی قوم کا خیر خواہ آج تک پیدا نہیں ہوا اور جو ان کی مخالفت کرتا ہے وہ قوم سے غداری کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس پروپیگنڈے کی بھی قلعی کھل جائے گی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ بہت پہلے بھٹو کو قومی مجرم کی حیثیت سے عدالت کے کٹہرے میں پیش کیا جاتا اور اب تک قوم اس سامری کے سحر سے مکمل طور پر واقف ہو چکی ہوتی، لیکن اگر حکومت کی طرف سے بوجوہ تاخیر بھی ہو گئی ہے تو اب مزید تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔

بھٹو کی جن سنگین بدعنوانیوں کا چالان حکومت آیندہ چند روز میں عدالت میں پیش کرنے والی ہے معلوم نہیں ان بدعنوانیوں میں وطن عزیز کو دو لخت کرنے کی بدعنوانی شامل ہے یا نہیں، اگر شامل نہیں ہے تو پوری قوم کا مطالبہ ہے کہ وہ شامل ہونی چاہیے۔

شاطر بھٹو نے مکافات عمل سے بچنے کے لیے قانون بھی ایسے بنائے جن سے اس کا اپنا بال بھی بیکا نہ ہو اور جو اس کے اشارہ ابرو پر رقص نہ کرے وہ گردن زدنی بھی قرار پائے۔ کس قدر دیدہ دلیری ہے کہ جرم اگر بھٹو کرے تو اسے کچھ نہ کہا جائے، اور اسی جرم کا ارتکاب کسی اور سے ہو تو سزا کا مستحق ٹھہرے۔ یہ تھی اس دور کے سب سے بڑے شاطر کی مساوات اور ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور کی زندہ مثال۔

بھٹو کی اس انوکھی اور نرالی من مانی مساوات کا قلع قمع ترامیم ہی کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے تاکہ قانون کی بالا دستی کے ساتھ مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے میں کوئی قانونی دشواری حائل نہ ہو۔ آخر میں ہم حکومت کے کارپردازوں سے عرض کریں گے کہ اس کام میں ممکنہ حد تک عجلت سے کام لینا چاہیے۔ یہ کام اب مزید تاخیر کا متحمل نہیں۔

ہمیں یہ کہنے میں بھی کوئی باک نہیں کہ حکومت کی مصلحتوں، سبک خرامیوں، یا دشواریوں ہی کی وجہ سے نوبت یہاں تک پہونچی ہے کہ سب سے بڑے قومی مجرم کے جنم دن کو اس کی قائمقام چیئرمین نصرت بھٹو نے یوم جمہوریت کے طور پر منانے کا اعلان کرنے کی جرأت کی ہے۔

اگر بھٹو اور اس کے حواریوں کو پاداش عمل کی سزا مل جاتی تو وطن عزیز میں ایک مرتبہ پھر افراتفری برپا کر کے مخصوص عزائم کی تکمیل کا منصوبہ نہ بنایا جاتا۔ گو یوم جمہوریت کا اعلان کر کے قائم مقام چیئرمین پیپلز پارٹی نے ذلت و رسوائی ہی کا سامان فراہم کیا ہے اور اس نام نہاد یوم جمہوریت کے دل الٹنے قطرہ خون کے علاوہ کچھ بھی برآمد نہ ہوا۔ مگر سوال یہ ہے کہ مجرم کو اتنی مہلت ہی کیوں دی جائے؟

سول انتظامیہ میں انقلابی تبدیلیاں!

پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے پچھلے دنوں اپنے اخباری بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ سول انتظامیہ کے بارے میں سابقہ حکومتوں کے قائم کردہ کمیشنوں کی رپورٹوں کا از سر نو جائزہ لیا جائے۔ اور انتظامی ڈھانچے میں انقلابی تبدیلیاں کی جائیں۔ تاکہ سول انتظامیہ کے مزاج، طریق کار اور کارکردگی کو اسلامی تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جا سکے۔ انہوں نے کہا کام چوری، رشوت اور ٹال مٹول ہماری انتظامیہ کی عادت بن چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قومی مقاصد کے لیے اصلاحات کے نام پر کیا گیا عمل موثر ثابت نہیں ہوتا۔

سول انتظامیہ کے بارے میں اس سے قبل بھی قومی حلقوں کی طرف سے مختلف پیرایوں میں حکومت کی توجہ دلائی جاتی رہی ہے، لیکن اپنے حالیہ بیان میں پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے جن پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے اور جن دور رس خدشات کا اظہار کیا ہے وہ حکومت کی فوری توجہ کا متقاضی ہے۔ اس حقیقت سے کوئی بھی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ حکومت نیک نیتی سے ایک کام کرنا چاہتی ہے، مگر سول انتظامیہ آڑے آجاتی ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ سول انتظامیہ حکومت کے احکامات اور اصلاحات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیتی ہے نہیں! ایسا نہیں ہے! بلکہ ہوتا یہ ہے کہ بالفعل ان احکامات کی تعمیل نہیں کی جاتی، اور ان اصلاحات کو بروئے کار نہیں لایا جاتا۔

اور اس کا سبب یا تو سول انتظامیہ کے اپنے ذاتی مفادات ہوتے ہیں یا کام چوری، رشوت طلبی اور ٹال مٹول کی پالیسی، خرابی بسیار کے باوجود اگر آج بھی حکومت تہیہ کر لے کہ سول انتظامیہ کو اہم مقاصد اور اصلاحات کی تنفیذ و فواید کے سلسلے میں رکاوٹ نہیں بننے دیا جائے گا تو دور رس اور مثبت نتائج مرتب ہو سکتے ہیں جس کا خوشگوار اثر پوری قوم پر پڑے گا۔

لیکن بقول مولانا مفتی محمود اس کے لیے انقلابی تبدیلیاں لانے کی ضرورت ہے۔ سابقہ حکومتوں نے اپنے سیاسی مخالفین کو ظلم و ستم کا نشانہ بنانے کی غرض سے سول انتظامیہ کو خنگ بے لگام کر دیا ہے اس کی اصلاح محض چند ضابطے جاری کرنے اور رسمی احکامات نافذ کرنے سے نہیں ہو سکتی اس کے لیے ٹھوس انقلابی قدم اٹھانے کی ضرورت ہے جب تک ایسا نہیں کیا جائے گا سول انتظامیہ کی کارکردگی بہتر نہیں ہوگی۔

مفتی صاحب کی یہ تجویز بھی نہایت معقول ہے کہ سابقہ حکومتوں نے سول انتظامیہ کے بارے میں کمیشن قائم کیے تھے ان کی رپورٹوں کا از سر نو جائزہ لیا جائے۔ اس تجویز پر عمل کرنے سے تھوڑے وقت میں زیادہ کام ہو سکتا ہے۔ اور ایک حد تک سول انتظامیہ کے خنگ بے لگام کو قابو میں کیا جا سکتا ہے اور حکومت کا یہ اقدام ملک و قوم کے لیے نیک فال ہوگا۔

ٹریفک حادثات

ہمارے یہاں ٹریفک حادثات روزمرہ بن چکے ہیں۔ دن بھر میں کئی کئی حادثات کوئی بات ہی نہیں اس سلسلے میں اخبارات کے فائل دیکھے جا سکتے ہیں کہ روزانہ کتنی قیمتی جانیں ضائع ہوتی ہیں کن کن گھروں کے چراغ گل ہوتے ہیں، ٹریفک کے ہفتے منائے جاتے ہیں، ضابطے جاری کیے جاتے ہیں، مگر نتیجہ صفر، آخر اس کی وجہ کیا ہے حادثات کی روک تھام کیوں نہیں ہو رہی، بلکہ اس کے برعکس ٹریفک حادثات میں روز افزوں اضافہ کیوں ہو رہا ہے؟ بظاہر حکومت کی طرف سے محض خالی خولی ضابطے جاری کر کے مطمئن ہو جاتا ہے جبکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت حادثات کے ذمہ دار افراد کو ایسی عبرتناک سزائیں دیں کہ حکومت کے جاری کردہ قوانین سے سرتابی کی جرأت نہ ہو اور اس طرح روزانہ بیش قیمتی جانوں کے ضائع ہونے کا سلسلہ ختم ہو سکے۔

تحریر: شعیب الرحمٰن

موت سے پہلے آدمی ان سے نجات پائے کیوں

شاعر نے تو محبوب سے متعلق کہا تھا کہ ؎

خدا وہ وقت نہ لائے کہ سوگوار ہو تو' اور ہم جناب اصغر خان سے کہتے ہیں کہ خدا وہ وقت نہ لائے کہ آپ اقتدار میں آئیں۔ وہ اس لئے کہ ائیر مارشل صاحب جب سے سیاست میں وارد ہوئے ہیں نئی سے نئی اصغر خانی پھلجھڑیاں چھوڑنے کا مسلسل مظاہرہ کر رہے ہیں۔ حالت یہ ہے کہ سیاسیات کی ابجد بھی نہیں جانتے اور جہالت یہ ہے کہ

"بزعم خویش محدث ہیں بو حنیفہؒ ہیں"

ان کے خود کو محدث اور امام ابو حنیفہؒ (خاکم بدہن) سمجھنے کی بات تو آگے چل کر ہو گی فی الحال تو ان کا وہ بیان ہمارے سامنے ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ مذاکرات کے دوران نوابزادہ نصر اللہ خان بھٹو سے ملے ہوئے تھے۔ اور ان کی سیاست کا پچاسی فیصد حصہ سازش پر مشتمل ہے۔ اور پندرہ فی صد حصہ شاعری پر۔ سبحان اللہ قربانت شوم۔ ہمیں یہاں پر اپنے ایک شاعر دوست کا ایک شعر یاد آ رہا ہے جسے ہم ادنیٰ تصرف سے جناب اصغر خان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں ؎

تیرے سوا تیری کوئی آواز نہ سنتا
تو شہر سے بہتر تھا کسی غار میں رہتا

ان سے کوئی پوچھے کہ حضرت! اگر مذاکرات کے دوران نواب زادہ نصر اللہ خان بھٹو سے ملے ہوئے تھے تو آپ نے اس وقت اس "راز" سے پردہ کیوں نہ اٹھایا؟ اس وقت آپ کو کون سا خوف تھا، جس نے آپ کے ذہن کو مقفل کئے رکھا؟ کون سا لالچ تھا جس کی وجہ سے آپ کا تکلم رفو رہا؟ لیکن یہ سوالات تو اس وقت دریافت کئے جا سکتے ہیں جب آپ بے وقت کی راگنی گانے کے شوقین نہ ہوں۔ صاف ظاہر ہے کہ اگر نوابزادہ نصر اللہ خان بھٹو سے ملے ہوئے تھے (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) تو اس کا مقصد اقتدار حاصل کرنا ہی ہو سکتا ہے۔ اس مردِ درویش نے تو اقتدار کو اس وقت ٹھکرایا جب سابق صدر ایوب خان نے پیش کش کی کہ آؤ اور اقتدار میں شامل ہو جاؤ۔ جب اس ذوالفقار علی بھٹو نے' جس کی جگہ پر کرنے کے لئے آپ سیاست میں وارد ہوئے تھے۔ نوابزادہ کو سپیشل طیارہ بھیج کر ملتان سے پرائم منسٹر ہاؤس بلایا اور پوچھا کہ وزارت چاہتے ہو یا سفارت؟ تو انہوں نے دلیری سے جواب دیا کہ میں تمہاری وزارتوں اور سفارتوں پر لعنت بھیجتا ہوں۔ خبردار مجھ سے آئندہ ایسی بات کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ (آپ ہوتے تو ریشہ خطمی ہو جاتے) حالیہ تحریک کو نواب زادہ صاحب نے جس فراست اور مہارت سے چلایا۔ اپنے بوڑھے کاندھوں پر پولیس کی لاٹھیاں برداشت کیں۔ پنجاب اسمبلی کا کامیاب اور مکمل گھیراؤ کیا۔ کیا آپ اس کا جواب لا سکتے ہیں؟ یہ صرف ایک تازہ مثال پیش کی گئی ہے۔ اس استقامت کے پیکر اور خلوص کے مظہر کی عظمت و جرأت کے واقعات قلم بند کرنے کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہو گی۔ ایک واقعہ یاد آ گیا جو آغا شورش کاشمیریؒ مرحوم نے اپنی ایک تصنیف میں تحریر کیا ہے کہ ایوب خاں کے وقت میں آغا شورش کاشمیریؒ اور نوابزادہ صاحب کیمبل پور جیل میں تھے۔ نوابزادہ صاحب کو بواسیر کی پرانی شکایت ہے۔ ان دنوں بیماری کا زور تھا۔ نوابزادہ صاحب تکلیف کی شدت کے مارے رات بھر سو نہ سکتے مگر ان کی غیرت نے گوارہ نہ کیا کہ حکومت سے دوا کے لئے درخواست کریں۔ پامردی سے تکلیف برداشت کی۔ نتیجتاً صحت کی چولیں ہل گئیں مگر پائے استقامت میں لرزش نہ آئی جب کہ ان کے اکثر ساتھی جن میں سردار شوکت حیات بھی شامل تھے، بیماری کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہو چکے تھے ———

یہ ہے اس شخص کا سیاسی کیریکٹر' جس پر آپ سازشی ہونے کا الزام دھرتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ آپ کی اس قدر جھنجلاہٹ کی وجہ نوابزادہ صاحب کا وہ بیان ہے جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ آپ میں اور کچھ ہو تو ہو استقلال نہیں ہے۔ اگر آپ ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں تو آپ کی غیر مستقل مزاجی کی مثالیں پیش کئے بغیر بھی یہ بات بالکل صحیح دکھائی دے گی کہ آپ کا استقلال و استقامت سے اتنا ہی رشتہ ہے جتنا اکبر بگٹی کا حب الوطنی سے ہے۔ قارئین کرام! یہ فرزند سوئی گیس اکبر بگٹی کہاں سے آ ٹپکے گویا ؎

اک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا
آدمی کا ہے کو ہے خواب ہے دیوانے کا

اگر مندرجہ بالا شعر کی تفسیر سمجھنے میں کوئی دقت پیش آئے تو بگٹی صاحب کو دیکھ لیں اور ان کے کارناموں پر نظر دوڑا لیں چشم زدن میں تمام مشکلیں حل ہو جائیں گی۔ گویا بگٹی صاحب نہ ہوئے امرت، دھارا ہو گئے۔ جہاں اصغر خاں صاحب نے بھی ان کو چشم زدن میں تخت بلقیس اٹھا لانے والا جن خیال کیا ہے اور سمجھ رہے ہیں کہ وہ ابھی ایک پل میں تختِ اقتدار اٹھا کر ان کے حوالے کر دیں گے۔ پاکستان کا نہ سہی صوبہ بلوچستان کا ہی سہی لیکن

ایں خیال است و محال است و جنوں

وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں

جب مائع کی طرح ہر سانچے میں ڈھل کر انہوں نے خود کو گورنر بلوچستان کہلوا لیا تھا۔ اب نئی زمین ہے نیا آسمان۔ خیر بگٹی صاحب کا ذکر چھوڑیئے ائیر مارشل صاحب کو خود ہی معلوم ہو جائے گا جب یہ سرکش گھوڑا ان کو پشت پر سوار کر کے بگٹٹ ہو کر ایسے بھر بھری لے کر گرائے گا کہ انکا ایک پاؤں رکاب میں پھنسا ہو گا اور اس وادیٔ پرخار میں گھسٹنے کی وجہ سے ان کا دامنِ سیاست عاشق کا گریبان بن چکا ہو گا۔ اس زمانے کے شاعران کے تار تار دامن کو چار گرہ کپڑے کی قسمت اور ان کی اپنی قیمت کا اندازہ کریں گے اور ائیر مارشل صاحب پریشان حال، پریشان بال کھڑے اس دھوکہ دینے والے بازی گر کے متعلق کہہ رہے ہوں گے کہ

ہے یہ بگٹی کچھ نظر آتا ہے کچھ

بہر حال بات ہو رہی تھی ائیر مارشل صاحب کی اور جب ان جیسے "ناقصاں راپیر ناقص" کی بات ہو رہی ہو تو کوئی دوسرا ذکر سیاسی بدعت کے ضمن میں ہی آئے گا۔ فرماتے ہیں کہ نوابزادہ نصر اللہ خاں صاحب کو جماعت کے کارکن نہیں ملتے لہٰذا وہ متحدہ محاذ بنانے میں دلچسپی رکھتے ہیں تاکہ انہیں کارکن میسر آ سکیں۔ گویا اپنے ائیر مارشل صاحب پاپوش میں آفتاب کی کرن لگانے کے علاوہ بھی جو بات کرتے ہیں لاجواب کرتے ہیں (شاید اس لئے کہ ایک طبقے کا جواب...... باشد خموشی بھی ہوتا ہے)۔ جہاں تک پاکستان قومی اتحاد بنانے کا تعلق ہے تو اس کی برکات سے ائیر مارشل

صاحب انکار نہیں کر سکتے۔ اگر قومی اتحاد وجود میں نہ آتا تو آپ کے ساتھ ساری عمر وہی ہوتا رہتا جو بھٹو کے کارکنوں نے آپ کے ساتھ بابو فیروز دین (سابق استقلالی) کی رہائش گاہ پر کیا تھا۔ لیکن قومی اتحاد کے وجود میں آنے کے بعد اس بے پناہ طاقتور ڈکٹیٹر کا سب کچھ عوامی سیلاب کی نذر ہو گیا اور آپ جیسے "خطیب" کو بھی لاکھوں کے مجمع سے خطاب کرنے کے مواقع حاصل ہوئے اور یہیں سے آپ کی غلط فہمی نے جنم لیا۔ آپ جیسا "ہونہار بروا" مشتِ خاک تھا مگر آندھی کے ساتھ ہونے کی وجہ سے قدر و قیمت پا گیا۔ پھر آپ نے قومی اتحاد سے علیحدگی کو شہدا کے خون سے غداری قرار دیا۔ اور پھر جب قومی اتحاد کے قائدین نے آپ کی ذاتِ بے برکات سے بلیک میل ہونے سے انکار کر دیا تو وہی بڑھیا کی طرح اپنا استقلالی نسل کا مرغ بغل میں دبا کر چل دیئے کہ نہ یہ ہوگا نہ آپ کی اقتدار کی صبح طلوع ہوگی۔ بہت خوب۔ اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا۔ آپ نے نوابزادہ صاحب کی سیاست کے اجزا بر تو تبلا دیئے۔ ذرا اپنی سیاست کے اجزائے ترکیبی پر بھی روشنی ڈال دیں تو بہتوں کا بھلا ہوگا۔ خصوصاً تحریک استقلال کے کارکنوں کا۔ ہماری نظر میں تو آپ کی سیاست چار اجزا پر مشتمل دکھائی دیتی ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ پچیس فی صد کثافت، پچیس فیصد عداوت پچیس فی صد سیمابیت اور پچیس فی صد ظرافت، اور یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے اصغر خان۔

ایک نیا چکر جو ائیر مارشل صاحب عوام کو دینا چاہتے ہیں وہ یہ کہ آج کل اس قسم کا شو دیا جائے گویا وہ امریکہ کے ایجنٹ ہیں اور امریکہ کے اشارے پر عنقریب لیلائے اقتدار کا مکلاوہ لینے کے لئے پہنچنے والے ہیں۔ اس سے قطع نظر کر اس قسم کے شو دینے کو حب الوطنی کے اعتبار سے کیا کہا جائے بلا خوفِ تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ امریکہ جناب جیسے سیماب صفت کو قطعاً ایجنٹ بنانے کی غلطی نہیں کرے گا جس کے سر پر ہر لمحہ ایک نئی سوداگری سوار ہے۔

مضمون کے شروع میں ہم نے تحریر کیا تھا کہ "بزعم خویش محدث ہیں۔ تو ایئر مارشل صاحب نے ملتان میں آکر فرمایا ہے کہ سیاسی کارکنوں کو کوڑوں کی سزا نہ دی جائے بلکہ زانیوں کو بھی کوڑوں کی سزا کی بجائے سنگسار کیا جائے اور زنا کی یہی اسلامی اور شرعی سزا ہے۔ ان ہوائی فقیہ صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ اسلام میں غیر شادی شدہ یعنی کنوارے مرد اور کنواری عورت کے لئے زنا کی سزا کوڑے ہی ہیں۔ اور سنگسار کی سزا شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت کے ارتکاب جرم پر لاگو ہوگی۔ یہ مثال صرف مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر پیش کی گئی ہے۔

تو اے قارئین باتمکین! جس طرح قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں۔ اسی طرح اصغر و اکبر ایک ہیں۔ یہ دونوں حرف گرامر کی حد تک متضاد ہیں اور جب یہ ثابت ہو جائے کہ اصل میں دونوں ایک ہیں تو اگلا مصرعہ خود بخود آپ کی زبان پر رواں ہو جائے گا کہ

"موت سے پہلے آدمی ان سے نجات پائے کیوں"

غیر اسلامی قوانین کو تبدیل کرنے کے اعلان سے

اسلامی نظام کے نفاذ کی منزل قریب آگئی ہے

حضرت مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ صاحب نے ملک میں موجودہ غیر اسلامی قوانین کو اسلامی قوانین میں تبدیل کرنے کے سلسلے میں جنرل محمد ضیاء الحق کے اعلان کا خیر مقدم کیا ہے اور فرمایا کہ

حکومت نے یقیناً عوام کی امنگوں کا احترام کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اس سے حکومت کو قوم کا اعتماد حاصل ہوگا اور ملک زیادہ مضبوط ہوگا۔ انہوں نے فرمایا کہ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کا مقصد ہی یہی تھا کہ یہاں پر اسلامی نظام کا نفاذ عمل میں آئے۔ اگر اس قسم کا اقدام پاکستان کے اولین تاسیسی ایام میں ہو جاتا تو قوم کو یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ نے فرمایا کہ:۔

جنرل ضیاء الحق کے غیر اسلامی قوانین کے خاتمے کے اعلان سے اس ملک میں قرآن و سنت کی حکمرانی یقینی ہو گئی ہے اور اس اعلان نے مکمل اسلامی قوانین کے نفاذ کی منزل کو قریب تر کر دیا ہے۔

حضرت مدظلہ نے امید ظاہر کی ہے کہ اس ملک کے بسنے والے کروڑوں مسلمان عوام کی خواہشات کے مطابق یہاں پر جلد اسلامی نظام نافذ ہوگا اور پوری قوم اسلامی نظام کی برکات سے مستفید ہوگی۔

حضرت مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ نے حیدرآباد ٹریبونل توڑنے اور سیاسی اسیروں کی رہائی کا بھی خیر مقدم کیا ہے اور توقع ظاہر کی ہے کہ اس ملک کی سیاست میں صحت مند رجحان کو فروغ حاصل ہوگا۔

حضرت نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جن سرکاری ملازمین کو بھٹو حکومت کے دور میں انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنایا گیا تھا انہیں فوراً بحال کیا جائے۔ حضرت مولٰنا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ نے کچی آبادی کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کے بارے میں خیر مقدم کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومت نے ایسا کرنے سے ان غریبوں کے دل جیت لئے ہیں اور انکی ہمدردیاں حاصل کر لی ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس ملک میں بہت سے ایسے غریب لوگ بھی موجود ہیں جنکو ابھی تک سر چھپانے کے لئے کوئی جگہ نہیں ملی۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ ان کی جگہ کے لئے فوری بندوبست کرے۔ حضرت درخواستی مدظلہ نے فرمایا کہ مارشل لاء حکام کے موجودہ اقدامات سے کفایت شعاری اور سادگی کو فروغ حاصل ہوگا۔ حضرت نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ ملک و ملت کے مفاد کی خاطر اپنے موجودہ اخراجات میں کمی کر کے اسلام دوستی کا ثبوت دیں۔

بلوچستان کی ڈائری

رازداں کے قلم سے

بزنجو نے ضمانت پر رہا ہونے سے کیوں انکار کیا تھا؟

ولی خان اور بزنجو میں اختلافات کی کہانی

حیدرآباد ٹریبونل توڑنے کا فیصلہ بلوچستانیوں کے لئے خلاف توقع نہ تھا لیکن اس اعلان کی تاخیر سے واقعی پریشانی تھی۔ حیدرآباد جیل سے رہا ہونے والوں کی آمد سے بلوچستان کی یخ بستہ اور منجمد سیاست میں گرمی کی ہلکی سی لہر دوڑ گئی۔ حیدرآباد سے رہا شدہ لیڈروں کو کوئٹہ لانے کا اعلان ہو چکا تھا۔ سیاسی حلقے ان کی رہائی کا خیر مقدم کر رہے تھے۔ مقامی روزنامے خیر مقدمی بیانات سے بھرے پڑے تھے۔ پی این اے بلوچستان کے صدر اور جمعیۃ علماءِ اسلام بلوچستان کے جنرل سیکرٹری حاجی محمد زمان خان اچکزئی نے اس فیصلے کو دانشمندانہ قرار دیا اور توقع ظاہر کی کہ بلوچستان کی سیاست میں ایک نئے دور کا آغاز ہو گا۔ جمعیت علماءِ اسلام بلوچستان کے صدر مولانا عبدالواحد نے رہا شدہ رہنماؤں کی رہائی کا خیر مقدم کرنے کے بعد توقع ظاہر کی کہ وہ سب کچھ بھلا کر از سر نو بلوچستان کی ترقی اور پاکستان کے استحکام کے لئے ہمہ تن کام کریں گے۔ خیر مقدم کرنے والوں کی فہرست تو خاصی طویل ہے بہر حال ان میں پی این اے کے صوبائی جنرل سیکرٹری عبدالمجید پی این اے قلات کے صدر سید محمد صدیق شاہ وغیرہ شامل تھے۔ رہا شدہ افراد کوئٹہ کے لئے روانہ ہو چکے تھے۔ یہاں لوگ ان کے استقبال کے لئے سٹیشن پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ "بولان میل" ساڑھے تین گھنٹے لیٹ ہے۔ اس کی وجہ بعد میں معلوم ہوئی کہ کوٹری سٹیشن پر جہاں سے ان رہنماؤں کو ٹرین میں سوار کرنے کے لئے لایا گیا تھا رہا شدہ افراد کے لئے ایک عدد "تھرڈ کلاس" کی بوگی (جسے اب سیکنڈ کلاس کا نام دیا گیا ہے) لگائی گئی تھی جس میں بزنجو صاحب اور ان کے رفقاء نے سوار ہونے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ ہم سو فیصدی سیاسی قیدی ہیں۔ ہمیں ہمارے مرتبے کے لحاظ سے کم از کم "فرسٹ کلاس" کی بوگی مہیا کی جائے۔ کوٹری سٹیشن پر موجود حکام چکرا گئے کیونکہ کوٹری کے سٹیشن پر کوئی اور فرسٹ کلاس کی بوگی نہیں تھی۔ اب صورت حال یوں تھی کہ بولان میل تو کوٹری کے پلیٹ فارم پر کھڑی ہے اور حکام پریشان! آخر کار کافی تگ و دو کے بعد بذریعہ ٹیلی فون یہ معلوم ہوا کہ اس وقت حیدرآباد سٹیشن پر (غالباً) مہران ایکسپریس کھڑی ہے۔ اس سے فرسٹ کلاس کی ایک بوگی لائی جائے۔ تب ایک انجن کے ذریعہ یہ بوگی حیدرآباد سے کوٹری پہنچی اور پھر یہ لیڈر اس میں سوار ہوئے۔ اس وقت تک "بولان میل" کوٹری پر کھڑی رہی .... اس طرح ساڑھے تین، چار گھنٹے گاڑی لیٹ ہو گئی اور بولان میل سوا پانچ بجے شام کوئٹہ پہنچی۔ سٹیشن پر سردی کے باوجود کافی ہجوم تھا۔ گاڑی پلیٹ فارم پر رکی اور ایک طویل عرصہ کے بعد ان لیڈروں نے بلوچستان کی سرزمین پر قدم رکھا۔ بلوچستان کے حالات اب بدل چکے ہیں اس وقت اور اُس وقت میں کافی فرق واقع ہوا ہے جبکہ نیپ جمعیۃ حکومت کو ختم کیا گیا۔ مارشل لاء کے باوجود جذباتی جوان طبقے نے نعرہ بازی شروع کی۔ لیکن سنجیدہ سیاستدان سابق گورنر بلوچستان بابائے مذاکرات غوث بخش بزنجو اور ایک سابق صوبائی وزیر گل خان نصیر جذباتی جوانوں سے علیحدہ بذریعہ کار "مینگل ہاؤس" پہنچے جبکہ جذباتی بلکہ "باغی" جوانوں کا گروہ جو کہ بی ایس او کے ارکان تھے جذباتی غیر سطحی اور تند و تیز نعرے لگاتے ہوئے شیر محمد مری اور خیر بخش مری کو لے کر جلوس کی صورت میں اپنے دفتر لے گئے۔ یاد رہے کہ بی ایس او ایک طلبہ تنظیم ہے آجکل یہ این ڈی پی کے بھی خلاف ہیں اور آئے دن مقامی اخبارات میں این ڈی پی کے خلاف بیان دیتے رہتے ہیں۔ وجہ اختلاف یہ ہے کہ این ڈی پی کا منشور بقول ان کے رجعت پسندانہ ہے اور اس دن بھی انہوں نے اپنی نام نہاد ترقی پسندی کا ثبوت دیا۔ دوسرے دن این ڈی پی بلوچستان کے آرگنائزر محمود عزیز کرد نے ایک اخباری بیان میں ان نعروں سے برأت کا اعلان کیا جبکہ بی ایس او نے ان نعروں کی ذمہ داری قبول کی۔ بلوچستان کے سابق گورنر کالعدم نیپ کے رہنما غوث بخش بزنجو نے ایک نجی محفل میں جب ان نعروں کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ بی ایس او ایک علیحدہ تنظیم ہے نہ کہ اس کا تعلق این ڈی پی سے ہے۔ بہر حال جہاں تک ذاتی اثر و رسوخ کا تعلق ہے ہماری کوشش رہی ہے اور ہے کہ ہم ان انتہا پسند طلباء کو سمجھاتے رہیں۔ بہر حال انہوں نے جناح روڈ پر "گوریلا جنگ" وغیرہ کے نعرے لگائے لیکن ایک معمولی ذہن کا انسان بھی سمجھتا ہے کہ گوریلے جناح روڈ میں چہل قدمی نہیں کرتے اور یہ انتہا پسندی بھٹو کے بے جا ظلم و ستم سے پیدا ہو گئی ہے آہستہ آہستہ ان کے اثرات ختم ہوں گے۔ بلوچ رہنماؤں سے ملنے والوں کا تانتا بندھا ہے۔ دیگر افراد کے علاوہ جمعیۃ علماءِ اسلام بلوچستان کا ایک وفد صوبائی امیر مولانا عبدالواحد کی سربراہی میں بلوچ لیڈروں سے ملا۔ اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلۂ خیال کیا۔ دریں اثنا معلوم ہوا ہے کہ این ڈی پی بلوچستان کے رہنما

رہاشدہ بلوچ رہنماؤں کو این ڈی پی میں شامل کرنے کے لئے تندہی سے کوشش کر رہے ہیں جبکہ فی الحال شاید وہ کسی جماعت میں شامل نہیں ہوں گے۔ ان کے قریبی ذرائع کے مطابق سردار عطاء اللہ خان مینگل کی وطن واپسی پر ہی کوئی حتمی فیصلہ کریں گے۔ کوئٹہ سے شائع ہونے والے ایک شام کے اخبار کے مطابق این ڈی پی کے صدر سردار شیر باز مزاری کا ایک خصوصی پیغام بلوچ رہنماؤں کو پہنچایا گیا ہے۔ تاہم اس پیغام کے مندرجات کا علم نہ ہو سکا۔

میر غوث بخش بزنجو نے ایک نجی محفل میں حیدرآباد ٹریبونل توڑنے کو ایک مستحسن فیصلہ قرار دیا۔ لیکن انہوں نے اپنی رہائی کو بلوچستان کے مسئلے کے حل کی جانب ابتدائی قدم کہا۔ بھٹو کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں بھٹو سے صرف خداوند قدوس نے پاکستانی عوام کو نجات دلائی۔ اور وہ اپنے سیاہ اعمال کی وجہ سے عتاب الٰہی کا شکار ہوا۔ اپنے اور ولی خان کے تعلقات کے بارے میں تمام افواہوں کی تردید کی اور کہا کہ دراصل حیدرآباد جیل سے میں نے ضمانت پر رہا ہونے سے اس لئے انکار کیا تھا اور یہ بات میں نے ولی خان سے

بوڑھے شخص نے کہا!!

تم خود آگئے؟ مگر میرا بیٹا؟

بھی کی تھی کہ صوبہ سرحد کے حالات مختلف ہیں اور بلوچستان کا معاملہ اور ہے۔ یہاں فوجی ایکشن ہوا ہے۔ گھر گھر متاثر ہے۔ آخر میں ان کو کیا جواب دونگا۔

انہوں نے کہا نہ جانے لوگ کیوں افواہیں پھیلاتے ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس اعلان کو زیادہ وسیع کر کے بلوچستان میں عام معافی کا اعلان کیا جائے تاکہ جو لوگ ترکِ وطن کر کے گئے ہیں وہ واپس آجائیں اور متاثرہ لوگوں کی آبادکاری بھی ہو اور ان کو معقول معاوضہ دیا جائے۔ انہوں نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے ایک بوڑھے شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اس بوڑھے شخص کا جوان لڑکا دس ماہ سے لاپتہ ہے اور اب یہ یہاں آیا ہے کہ تم خود آگئے مگر میرا بیٹا؟؟ بزنجو نے کہا کہ اگر حالات یہی رہے تو میں کس منہ سے سیاست میں حصہ لوں گا۔ انہوں نے محفل میں موجود سیاسی رہنماؤں اور دیگر معززین سے درخواست کی کہ وہ بھی یہ مطالبہ کریں کہ بلوچستان میں عام معافی کا اعلان کیا جائے تاکہ پھر صرف سیاسی مسئلہ رہ جائے۔

انہوں نے کہا کہ یہ ابتدائی قدم بھی (یعنی میری رہائی) بھی اب ایک آزمائش ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے اس ابتداء کو خوش اسلوبی کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہے۔

اپنی دیگر مصروفیات کے بارے میں بزنجو صاحب نے کہا کہ فی الحال ہفتہ بھر کے لئے گھر نال خضدار جاؤں گا کیونکہ آخر گھر والوں کے بھی کچھ حقوق ہیں اور ویسے بھی بچے اور پوتوں کو دیکھے ہوئے ایک عرصہ ہو چکا ہے۔ دیکھئے کہ اب رہائی پانے والے یہ بلوچ رہنما آئندہ سیاسی سرگرمیوں کے لئے کون "پلیٹ فارم" چنتے ہیں۔

قادیانی مسئلہ کے سلسلہ میں چند اہم مطالبات

جمیعتہ علماء اسلام صوبہ پنجاب کے ناظم شعبہ تبلیغ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے اور ہفت روزہ خدام الدین کے ایڈیٹر مولانا سید الرحمٰن علوی نے گذشتہ روز لاہور میں اخبارات و جرائد کے ایڈیٹروں سے ملاقات کی اور انہیں گذشتہ ماہ چنیوٹ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کے بعض مطالبات کی اہمیت اور پس منظر سے آگاہ کیا۔ اور ان سے اپیل کی کہ وہ اس سلسلہ میں عوامی رجحانات اور جذبات کی کماحقہ ترجمانی کریں

مولانا چنیوٹی نے پاکستان قومی اتحاد کے قائدین جناب مولانا مفتی محمود، جناب نواب زادہ نصر اللہ خان، جناب پروفیسر عبد الغفور احمد جناب شیر باز خان مزاری، جناب خان محمد اشرف خان، محترمہ نسیم ولی خان، مولانا محمد اجمل، امیر حبیب اللہ سعدی، جناب حمزہ اور دیگر راہنماؤں سے بھی ان مطالبات کے سلسلہ میں بات چیت کی اور مذکورہ بالا تمام بزرگوں نے ان مطالبات کے سلسلہ میں مولانا چنیوٹی کی پیش کردہ قرارداد پہ دستخط ثبت فرما دیئے۔

ان مطالبات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ربوہ کا نام تبدیل کیا جائے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ مکرمہ حضرت مریم علیہ السلام کی ہجرت کا ذکر کرتے ہوئے سورۃ "المومنون" میں فرمایا ہے کہ

"ہم نے ان دونوں کو "ربوہ" (اونچی جگہ) میں پناہ دی جو قرار اور چشمے والی ہے"

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی میں سے ایک یہ بھی ہے، کہ وہ "مسیح ثانی" ہے معاذ اللہ تعالیٰ اسی لیے قادیانی امت نے جب قیام پاکستان کے بعد قادیان (بھارت) سے اپنا ہیڈ کوارٹر چنیوٹ کے قریب انگریز گورنر کی عطا کردہ زمین میں منتقل کیا۔ تو جگہ کی اونچائی اس کے قریب بہنے والے دریائے چناب اور مرزا قادیانی کے دعاوی کی مناسبت سے اس کا نام ایک فکری سازش کے تحت "ربوہ" رکھا تاکہ سادہ دل عوام بالخصوص آنے والی نسل کو دھوکہ دیا جاسکے۔

چنانچہ بہت سے نوجوان قرآن پاک میں "ربوۃ" کا لفظ پڑھ کے اس دھوکہ کا شکار ہو جاتے ہیں کہ یہ "ربوہ" وہی ہے جو دریائے چناب کے کنارے پر واقع ہے۔ کیونکہ اس کے علاوہ دنیا میں "ربوہ" نام کا کوئی شہر نہیں ہے۔ اور قرآن پاک میں بھی یہ لفظ کسی شہر کے لیے نہیں بلکہ اپنے لغوی معنوں میں اس اونچی جگہ کے لیے استعمال ہوا ہے جہاں ہجرت کے بعد سیدنا عیسیٰ علیہما السلام نے قیام فرمایا تھا۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ بیرونی ممالک کے مسلمانوں اور آنے والی نسل کو اس خطرناک دھوکے سے جو فی الحقیقت تحریف قرآن کے مترادف ہے بچایا جائے

اور اس کا صحیح ذریعہ یہی ہے کہ حکومت پاکستان نے جس طرح لائل پور کا نام فیصل آباد اور کیمبل پور کا نام اٹک رکھ دیا ہے، اسی طرح "ربوہ" کا نام تبدیل کر کے کاغذات میں چلے آنے والے اس کے اصلی نام "چک ڈھگیاں" یا کسی اور مناسب نام سے تبدیل کرا یا جائے۔

قادیانی لٹریچر ضبط ہو

قادیانی امت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے آئینی فیصلہ کے بعد بھی قادیانی پریس کی طرف سے اس لٹریچر کی اشاعت مسلسل جاری ہے۔ جس میں اسلام کے مسلم عقائد کی نفی کے ساتھ ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام اور اسلاف کرام رح کی ناقابل برداشت توہین موجود ہے، بالخصوص قرآن پاک کا قادیانی ترجمہ انگلش اور اُردو زبانوں میں اندرون ملک اور بیرون ملک وسیع پیمانے پر تقسیم کیا جا رہا ہے، اور اس میں بے تحاشہ معنوی تحریف کی گئی ہے، مثلاً سورۃ البقرہ کے پہلے رکوع میں "وبالآخرۃ ھم یوقنون" کا ترجمہ

اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہیں

کی بجائے

"اور آخری وحی پر یقین رکھتے ہیں جو مسیح موعود پر نازل ہوئی"

کیا گیا ہے جو صراحتاً دجل اور فریب ہے اب صورت یہ ہے کہ بیرونی ممالک میں جہاں کسی کتاب پر "پاکستان" کا لفظ اس بات کے لیے سند سمجھا جاتا ہے کہ یہ بالکل ٹھیک ہے "ربوہ پاکستان" سے چھپے ہوئے قرآن پاک کے ایسے لاکھوں نسخے لاکھوں کی تعداد میں تقسیم کر کے سادہ دل مسلمانوں کی گمراہی کا سامان کیا جا رہا ہے۔

گذشتہ ماہ ربوہ میں قادیانیوں کی سالانہ کانفرنس میں مرزا ناصر احمد نے اعتراف کیا ہے کہ گذشتہ سال اس مترجم قرآن کریم کے ۱۰ لاکھ نسخے تقسیم کیے گئے ہیں اس سے اس فتنہ کی سنگینی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

ان حالات میں یہ ضروری ہے، کہ مذکورہ بالا

مترجم قرآن کریم اور اس کے علاوہ ایسے تمام قادیانی لٹریچر کی اشاعت پر پابندی لگائی جائے جس میں اسلام کے مسلّمہ عقائد کے خلاف یا انبیاء کرام علیہم السلام اور بزرگان دین کی توہین پر مشتمل مواد موجود ہے۔

پاسپورٹ اور شناختی کارڈ پر مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا جائے

اسی طرح پاکستان کے پاسپورٹ اور شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ ضروری ہے کیونکہ دوسرے تمام مسلم ممالک کے پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ موجود ہے، جب کہ ہمارے پاسپورٹ میں نہیں ہے۔ اس سے ہمارے برادر مسلم ممالک بالخصوص سعودی عرب میں جہاں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے بڑی دقت پیش آتی ہے، یہ بات ہمارے علم میں آئی ہے کہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ نہ ہونے کے باعث ہی ایک مسیحی دوست جن کا نام مسلمانوں جیسا ہے حرمین شریفین میں ملازم ہو گئے، جب کہ حرمین شریفین میں کسی بھی غیر مسلم کا داخلہ ممنوع ہے۔ اور قادیانیوں کے نام تو بالکل مسلمانوں جیسے ہیں، اس لیے انہیں وہاں جانے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی سعودی حکومت نے اس کے تدارک کے لیے "مذہبی سرٹیفکیٹ" کا طریق کار اختیار کیا ہے، لیکن بہت سے قادیانی جعلی سرٹیفکیٹ حاصل کر کے وہاں جانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس لیے مناسب یہی ہے کہ شناختی کارڈ اور پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کر کے اس میں ہر شخص کا مذہب درج کیا جائے۔ تاکہ اس دقت کا حقیقی ازالہ ہو سکے خصوصاً اس صورت میں جب کہ پاکستان میں جداگانہ انتخابات کے ذریعہ اقلیتوں کو الگ نمائندگی کا حق دینے کے امکانات روشن ہوتے جا رہے ہیں شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ انتہائی ضروری ہے، تاکہ ناموں کی مماثلت کی وجہ سے کوئی شخص انتخابات میں دھوکہ اور فریب کاری کا ارتکاب نہ کر سکے، قادیانیت کے ضمن میں ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مطالبات اور تقاضے ہیں۔ لیکن فوری اہمیت کے پیش نظر حکومت سے گزارش ہے کہ وہ مذکورہ بالا مطالبات پر کسی تاخیر کے بغیر غور کر کے اس سلسلہ میں عملی اقدامات کرے تاکہ ایک غیر مسلم اقلیت کو ملت اسلامیہ کے جذبات اور حقوق کا استحصال کرنے سے باز رکھا جائے

الطاف حسن قریشی

اتحاد کے لئے اتحاد کی صدارت چھوڑ سکتا ہوں

مارشل لاء وہی لایا جو مارشل لاء کی پیداوار تھا۔

یہ انٹرویو الطاف حسن قریشی نے لیا اور ہفت روزہ "زندگی" میں شائع ہوا تھا۔ ہم اسے "زندگی" کے شکریے کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔

س : قومی اتحاد کے بارے میں کچھ ایسی خبریں آ رہی ہیں، جو خوشگوار نہیں۔ قومی اتحاد کے صدر کی حیثیت سے آپ صورتِ حال کی وضاحت فرمائیں گے؟

ج : قومی اتحاد ایک سیاسی پلیٹ فارم ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ تمام علاقوں اور ہر طبقے کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس وقت جو اختلاف کی باتیں ہو رہی ہیں، یہ صرف ایک جماعت کی طرف سے ہیں۔ یہ جماعت ہے جمعیت علماء پاکستان۔ اصل میں بنیادی اختلاف یہ ہوا کہ جمعیت چاہتی ہے کہ تمام فیصلے اتفاقِ رائے سے ہوں، اکثریت سے کوئی فیصلہ نہ ہو۔

س : آج اخبار میں آیا ہے کہ جمعیت علمائے پاکستان صرف تین امور میں اتفاقِ رائے کا مطالبہ کرتی ہے؟

ج : یہ بات بعد میں ہوئی۔ پہلے ان کا موقف یہ تھا کہ ہر معاملے میں فیصلہ اتفاق رائے سے ہو۔ باقی جماعتیں سنجیدگی سے یہ کہہ رہی تھیں کہ اس طرح کام نہ چلے گا اور معمولی سا اختلاف بھی اس طرح حل نہ ہو گا، اور اختلاف ہونا فطری امر ہے۔ قومی اتحاد کی مرکزی کونسل میں کسی مرحلے پر اختلاف ہو جائے تو اتفاقِ رائے کی بنیاد پر فیصلہ کیسے ہو گا؟ عمل کا راستہ مسدود ہو جائے گا۔ ہم نے جمعیت کے رفقاء سے کہا ہم آپ کی ہر بات ماننے کے لیے تیار ہیں۔ ہماری روایات یہ ہیں کہ تقریباً فیصلے متفقہ ہوتے ہیں، لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ ووٹ سے فیصلہ کرنا پڑا۔ نورانی میاں کی موجودگی میں ایسے فیصلے ہوئے، مثلاً جب رفیق احمد باجوہ کو نکال دیا گیا اور نئے سیکرٹری جنرل کا انتخاب ہونا تھا، تو تین نام پیش ہوئے۔ ایک پروفیسر غفور احمد کا، ایک میاں محمود علی قصوری کا، ایک ملک قاسم کا۔ وہ سربراہوں کا اجلاس تھا۔ پیر صاحب نے اپنے نمائندے کا نام واپس لے لیا؛ چنانچہ دو اُمیدوار رہ گئے۔ اس پر جب اتفاقِ رائے نہ ہو سکا تو ووٹنگ ہوئی۔ میں نے خفیہ رائے شماری کا اہتمام کیا۔ اور پروفیسر صاحب اس میں جیت گئے۔ اس رائے شماری میں خود نورانی میاں نے بھی اپنا ووٹ دیا اور قصوری صاحب کے حق میں استعمال کیا۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ پہلے دستور میں اتفاق رائے کی بات شامل تھی تو پھر اس پر عمل کیوں نہ ہوا اور خود نورانی میاں نے اس وقت دستور کے مطابق عمل کیوں نہ کیا؟ ان سے ہمارا صرف ایک ہی سوال ہے کہ اختلاف ہونے کی صورت میں ڈیڈلاک ہو جائے گا اور وہ ڈیڈ لاک دُور کیسے کیا جا سکے گا؟ اس کا جواب ان کی طرف سے یہ تھا کہ افہام و تفہیم کے ذریعے اختلاف کرنے والے کو سمجھایا جائے، اگر وہ نہ سمجھے تو اس کی منّت کی جائے یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے۔

اگر اختلاف کرنے والے کو یہ احساس ہو جائے کہ اس کے پاس ویٹو پاور ہے اور وہ اس اجتماعی فیصلے کو سبوتاژ کر سکتا ہے اور وہ ڈٹا رہے، تو اس کا حل کیا ہو گا؟ مولانا نیازی نے کہا اسے خارج کر دو، لیکن ہم تو اسے خارج بھی نہیں کر سکتے۔ اس کے لیے بھی اتفاقِ رائے چاہیئے۔ اگر وہ کہے کہ میں نہیں نکلنا چاہتا تو پھر کیا حل ہو گا؟

وہ ایک اور تجویز بھی لائے۔ وہ یہ کہ ایک جماعت کے بجائے دو جماعتوں کو ویٹو کا حق دیا

یحییٰ خان نے گول میز کانفرنس نہ بلائی اور پاکستان ٹوٹ گیا

جائے۔ میں سمجھتا ہوں یہ حق بھی عمل کے راستے میں رکاوٹ بنے گا۔ اس تجویز کے بعد میں نے کہا کہ ایسا کوئی راستہ نکالا جائے جس سے ڈیڈلاک نہ ہو۔ آپ کچھ ایسے امور مختص کر دیجئے جن پر متفقہ فیصلے ہونے چاہئیں۔ پہلے وہ خاص خاص نکات دینے پر بھی آمادہ نہ ہوئے، تاہم بعد میں انہوں نے کاغذ پر لکھ کر دے دیئے۔ ایک یہ تھا کہ قومی اتحاد کا انتخاب متفقہ ہونا چاہیئے۔ دوسرا یہ کہ پارلیمانی بورڈ کے فیصلے، یعنی ٹکٹوں کی تقسیم، متفقہ ہو تیسرا نکتہ یہ تھا کہ حکومت سے مذاکرات کے بارے میں اتفاق رائے سے فیصلہ کیا جائے۔ ان پر بھی اتفاق رائے نہ ہو سکا۔ اصل میں یہ نکات اس وقت آئے جب انتخاب ہو چکا تھا۔ ہم نے کہا کہ اب انتخاب تو ہو چکا ہے۔ دوبارہ انتخاب کے وقت اختلاف رائے ہو جائے تو اس کا حل کیا ہوگا؟ انتخابات کا معروف مفہوم ہی یہی ہے کہ ایک سے زیادہ اُمیدوار ہوں۔ چنانچہ امیدوار دو بھی ہو سکتے ہیں اور تین بھی۔ متفقہ طور پر پہلے بھی انتخاب نہیں ہوا۔ اتفاق رائے کی صورت میں تو ہم انتخاب ہی نہ کر سکیں گے اور یوں ہمارا وجود تعطل کا شکار ہو جائے گا۔ ہم مفاہمت اور مصالحت کی پوری پوری کوشش کر رہے ہیں۔ ہم نے نوابزادہ صاحب کو اختیار دیا ہے کہ وہ پھر بات کریں ہو سکے تو ایک اجلاس بھی رکھ لیں۔ جس میں سب سربراہ مل کر بیٹھ جائیں۔ ہمارے دل میں تمام جماعتوں کا احترام ہے، ہم جمعیت علمائے پاکستان کا احترام کرتے ہیں، بس بات ذرا الجھ گئی ہے۔ انشاء اللہ کوئی اچھا راستہ نکل آئے گا۔ آپس میں اختلاف ہو ہی جاتا ہے، نیت میں خلوص ہو تو اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتے ہیں۔

س: نورانی میاں کے خیالات آپ کو پہلے سے معلوم تھے، ہمارے انٹرویو کے ذریعے بھی اُن کا ذہن سامنے آ گیا تھا۔ آپ نے حالات کو بگڑنے کیوں دیا اور وقت سے پہلے کوئی راستہ کیوں تلاش نہ کیا؟

ج: جب اجلاس میں یہ بات آئی تو کھل کر گفتگو ہوئی۔ ہم نے بڑی کوشش کی ہے۔ دلائل سے بات ہوئی ہے۔ ہم ابھی مایوس نہیں، تگ و دو جاری ہے۔ ہم اکٹھے رہے اور بھائیوں کی طرح اکٹھے رہنا چاہتے ہیں۔

س: آپ کے خیال میں جمعیت علماء پاکستان کو عدم تحفظ کا احساس ہے یا وہ اتحاد چھوڑ دینے کے بہانے تلاش کر رہے ہیں؟

ج: عدم تحفظ کا احساس انہیں آخر کیوں ہوا؟ تمام جماعتیں برابر ہیں۔ یہ تو نہیں کہ ان کے لیے کوئی خاص بات ہوئی ہے۔ اکثریت سے فیصلے ہوتے رہے ہیں۔ یہ اصول سب کے لیے ہے۔

س: قومی اتحاد کے انتخابات کو دیکھ کر شاید نورانی میاں کے ذہن میں یہ بات آئی ہو کہ اُن کی جماعت کو آگے آنے کا کبھی موقع ہی نہ ملے۔

ج: اُن کے ذہن میں یہ بات نہیں آنی چاہیئے کیونکہ اتحاد کے سب سے پہلے انتخابات میں ہم نے رفیق احمد باجوہ کو سیکرٹری جنرل بنایا تھا۔ وہ تو اتفاق سے مسئلہ کچھ اور بن گیا۔ ہم نے اپنے انتخابات پارٹی کی بنیاد پر نہیں کیے۔ ہو سکتا ہے۔ کسی پارٹی کو دو عہدے دیئے ہوئے ہوں، کسی کو ایک بھی نہ ملا ہو اس سے پہلے پروفیسر غفور احمد کے پاس کوئی عہدہ نہیں تھا۔ وہ بھی تو کام کرتے رہے۔

س: ہو سکتا ہے انہیں یہ احساس ہو کہ ان کے جس آدمی کو عہدہ ملا، اس کو بعد میں ہٹا دیا۔

ج: رفیق احمد باجوہ کو اتحاد سے نکالا گیا تو انہوں نے خود بھی تو انہیں اپنی جماعت سے نکال دیا۔ ان کی بنیادی رکنیت معطل کر دی۔ ایک شخص نازک ترین حالات میں بھٹو سے ملا۔ وہ مان جاتا کہ ملا ہوں اور یہ یہ باتیں ہوئی ہیں، تو کوئی بات نہ تھی۔ انہوں نے سرے سے انکار ہی کر دیا اور اپنی بات ثابت کرنا چاہی۔ ثابت کرنے کے بعد کچھ اور ثابت ہوا۔ ایسے آدمی پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا تھا کہ اتنا اہم عہدہ ان کو سونپا جائے۔

س: قومی اتحاد کی وحدت کے لیے کیا آپ مستعفی ہونے اور نئے انتخابات کرانے کے لیے تیار ہیں؟

ج: میرے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں۔ میں صدارت چھوڑتا ہوں۔ پروفیسر غفور احمد نے کہا ہے میں عہدہ چھوڑتا ہوں۔ اس میں بات ہی کیا ہے؟ اس کام کی کوئی تنخواہ نہیں۔ یہ ایک اہم ذمہ داری ہے۔ گزشتہ برس بہت بڑی تحریک کا سامنا کرنا پڑا۔ بہت بڑی ذمہ داری ہمارے سر پڑ آئی۔ ہم نے اس کو نبھانے کی بھرپور کوشش کی۔ بھٹو جیسے آدمی کے ساتھ مقابلہ تھا۔ ایک ایسا شخص کہ جس کے لیے کہا جاتا ہے کہ اگر پاس بیٹھے ہو تو انگلیاں گن لیا کرو، کہیں ایک کم نہ ہو گئی ہو۔ میں نے سب کو اعتماد میں لیا اور ہم نے دیانتداری کے ساتھ کام کیا۔ ہو سکتا ہے کہیں ہم سے غلطی ہوئی ہو لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے دیانتداری سے اور صداقت کے ساتھ خدمت کی۔ صدارت یا سیکرٹری جنرل کا عہدہ بہت بڑی ذمے داری ہے کوئی خوشی سے قبول کرلے تو ہم چھوڑنے کے لیے تیار ہیں۔

س: مفتی صاحب! آپ کے حکومت سے جو مذاکرات ہوئے، ان کے بارے میں دو نقطۂ نظر سامنے آئے۔ ایک یہ کہ ایک گروہ یہ چاہتا تھا کہ سیاسی طریقے سے مسئلہ حل کیا جائے اور ایک گروہ مذاکرات کے راستے کو صحیح نہ سمجھتا تھا۔ آپ مذاکرات کے بارے میں قوم کو اعتماد میں لینا پسند کریں گے؟

ج: ایک سیاسی ورکر اور سیاسی جماعتوں میں کئی سال کام کرنے کی حیثیت سے، ہم ایک منٹ کے لیے بھی مارشل لاء لانے کا تصور نہیں کر سکتے۔ مارشل لاء ملک میں نافذ کرنے کے لیے کوئی قدم اٹھانا، کوئی سفارش یا کوشش کرنا، کسی سیاسی جماعت کو زیب نہیں دیتا۔ اسی اصول پر ہم نے سیاسی مذاکرات کیے اور سیاسی طور پر مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمارے حریف بھٹو کو جمہوریت سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔ وہ اصل میں پیداوار ہی مارشل لاء کی ہے۔ ایوب خان نے ۵۸ء میں اسے دریافت کیا۔ جیسے کولمبس نے امریکہ دریافت کیا تھا۔ اس سے پہلے کوئی سیاسی شخص جانتا ہی نہ تھا کہ ذوالفقار علی بھٹو کے نام کا کوئی آدمی پاکستان میں ہے۔ وہ مارشل لاء کے زمانے میں منسٹر تھا۔ جس وقت ایوب خان روبہ زوال ہونے لگا تو اس نے ایوب کے ساتھ اختلافات پیدا کر لیے اور کابینہ سے نکال دیا گیا۔ اس کے بعد دوسرا مارشل لاء یحییٰ خان کا آیا۔ یحییٰ خان کے مارشل لاء میں یہ شخص نائب وزیراعظم اور وزیر خارجہ بنا اور پھر آگے ترقی کرتا ہوا خود چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بن جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ فوجی لوگ تو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بنتے ہیں مگر پیپلز پارٹی کے چیئرمین کو یہ حق نہ پہنچتا تھا کہ وہ پورے ملک کا چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بن جائے۔ وہ آیا، اس نے یحییٰ خان سے چارج لیا۔ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے حلف اٹھایا۔ میں سمجھتا ہوں اس کی کوئی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔

اس کے بعد وہ زبردستی ملک کا وزیراعظم بنا۔ ۷۰ء کے انتخابات پورے ملک کے انتخابات تھے اس میں اس نے وزیراعظم کا حق نہیں جیتا تھا۔ زیادہ سے زیادہ اپوزیشن کا لیڈر بن سکتا تھا۔ اس کی سازش اور ہماری بدقسمتی سے ملک دولخت ہو گیا تو یہ وہ پاکستان نہ تھا جس کے ۷۰ء میں انتخابات ہوئے تھے۔ بھٹو کا فرض تھا کہ دوبارہ انتخابات کراتا۔ پھر اگر منتخب ہو جاتا تو وزیراعظم بن جاتا لیکن ۷۰ء کے الیکشن کی بنیاد پر وزیراعظم بننا اخلاقی، سیاسی، قانونی اور جمہوری طور پر جائز نہ تھا۔ اس نے یہ منصب مجرد طاقت کے ذریعے حاصل کیا۔ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بن جانے کے بعد اس نے مجھے اور ولی خان کو دعوت دی اور ہمیں یہ پیشکش کی کہ تم دو صوبوں بلوچستان اور سرحد کی وزارتیں بنا لو اور تین وزارتیں مرکز میں لے لو۔ ہم نے کہا، مارشل لاء کے تحت ہم کوئی حکومت نہیں بنا سکتے کوئی منسٹری قبول نہیں کر سکتے۔ تم مارشل لاء اٹھاؤ پھر ہم حکومت بنائیں گے۔

اپریل ۷۲ء میں اس نے صدر پاکستان کی حیثیت سے اسمبلی کو خطاب کیا۔ اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور کہا کہ میری جیب میں ۱۰۴ ارکان اسمبلی کے دستخط ہیں۔ انہوں نے "ملک کے عظیم مفاد میں" مارشل لاء کو طول دینے کا حق میرے حوالے کر دیا ہے۔ دو تہائی اکثریت میرے ساتھ ہے۔ میں مارشل لاء کو طول دے سکتا ہوں۔

قریشی صاحب! آپ جانتے ہیں یہ کون لوگ تھے۔ اپوزیشن کی جماعتیں جو آج قومی اتحاد کے نام سے کام کر رہی ہیں، ان کا کوئی آدمی نہ تھا۔ ان میں پیپلز پارٹی اور قیوم لیگ کے آدمی تھے جنہوں نے دستخط ثبت کیے۔ بھٹو نے پہلے یہ اعلان کیا کہ میرے پاس اختیار رہے اور پھر مارشل لاء اٹھا دیا۔ اسمبلی کے ارکین کو رسوا اور تباہ کرنے کا یہ پہلا اور سب سے مؤثر آپریشن تھا۔ جب مارشل لاء لفٹ کیا، تو اس نے اعتماد کا ووٹ حاصل کرنا چاہا ہم نے اسے اعتماد کا ووٹ دے دیا۔ ہم اسے اعتماد کا ووٹ نہیں دینا چاہتے تھے۔ ہم نے اسی وقت نشستوں پر بیٹھے بیٹھے مشورہ کر لیا اور اسے اعتماد کا ووٹ دیا۔ مسٹر بھٹو ہمیشہ مارشل لاء کے ساتھ رہے، ان کے ساتھیوں نے مارشل لاء کو طول دینے کے لیے دستخط کیے۔ ان کی پوری زندگی مارشل لاء سے وابستہ ہے۔ ہم نے مارشل لاء کی ہمیشہ مخالفت کی۔ ابھی ضیاءالحق نے ہمیں خط لکھا کہ مشاورتی کونسل میں ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ پھر

احتساب ضرور ہو مگر انتخاب کو اس کے ساتھ نہ جوڑا جائے۔

فوج کو لانے کا ذمّہ لینا کریڈٹ نہیں رسوائی ہے۔

۱۳ اکتوبر کو زبانی بات کی۔ ہم نے انکار کر دیا۔ ہم نے کہا مارشل لاء کے ایڈوائزر بن جانا ہم قبول نہیں کرتے، کیونکہ ہمارا اصول اور ہمارا مزاج جمہوری ہے۔

س: مفتی صاحب! آپ آگے نکل آئے، ہم بھٹو سے مذاکرات کی بات کر رہے تھے۔

ج: اب مارشل لاء آیا ہے۔ اس کا ذمّہ دار کون ہے؟ میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ بھٹو مارشل لاء کے ساتھ ماضی میں چلتا رہا ہے اس لیے وہی مارشل لاء کا ذمّہ دار ہے، ہم نہیں۔ مذاکرات کے دوران جب کوئی انہونی بات ہوتی تو وہ کہتا تھا مفتی صاحب! یہ مان لو، ورنہ ایسے لوگ آجائیں گے جن کے بعد پھر نہ کوئی دستور ہوگا نہ جمہوریت، نہ یہ ہوگا نہ وہ۔ دو تین بار اس نے یہ جملے دہرائے۔ میں نے کہا کہ اس دباؤ سے ہم کوئی بات نہ مانیں گے۔ اگر مارشل لاء آتا ہے تو ہمارے لیے آج بھی مارشل لاء ہے تب بھی مارشل لاء ہوگا ہمیں کیا فرق پڑتا ہے۔ فرق تمہیں پڑے گا۔ ہمیں یقیناً سیاسی مذاکرات سے فیصلہ کرنا تھا، کیونکہ ہم مارشل لاء کے تصوّر ہی سے گھبراتے تھے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہماری نو جماعتیں تھیں اور سب کو ساتھ لے کر چلنا تھا۔ بھٹو سے ہم بات کر کے آتے تو کچھ لوگ عمداً روڑے اٹکاتے تاکہ کسی طرح مذاکرات ناکام ہو جائیں، لیکن ہم نے ہمت نہ ہاری۔ پھر وہ مرحلہ آیا کہ ہم نے مذاکرات میں ساری رات گزاری، ہمارے ڈرافٹ کے مطابق سب باتوں کا فیصلہ ہو گیا تھا ایک بات بھی نہ رہی تھی۔ میں نے چلنے سے پہلے بڑی وضاحت سے کہا کہ میں جاؤں گا، مرکزی کونسل کا اجلاس ہوگا اور اس مسودے پر بات ہوگی۔ یہاں ائیر مارشل اصغر خان اور ان کے ساتھیوں نے اس کی مخالفت کی

س: کیا پیر پگارا بھی مذاکرات کو ختم کر دینے پر زور دے رہے تھے؟

ج: پیر پگارا زیادہ زور نہیں دے رہے تھے۔ زیادہ اصرار جناب اصغر خان کا تھا۔ پتہ نہیں کہ اندر سے فوجی جنتا سے کوئی بات کر لی تھی یا کیا بات تھی یہ تو وہی جانتے ہوں گے، لیکن اس کے باوجود ہم نے اُن کی بات مانی نہیں۔ یہ مذاکرات جو ٹوٹے تو صرف ایک بات پر۔ ہم نے وکلاء کی ایک ایڈوائزری کمیٹی بنائی تھی۔ اس نے کہا کہ بھٹو کا ذرا بھی اعتبار نہیں آپ سے معاہدہ کر لے گا۔ سپریم کونسل اور اس معاہدے کا آپ دستوری تحفظ حاصل کر لیں۔ پس کونسل پر تقریباً بات ہو گئی تھی وکلاء نے کہا معاہدے کی دستوری ضمانت حاصل کر لیں۔ انہوں نے بڑی قوت سے اس بات پر زور دیا کہ اگر آپ نے فقط اخلاقی معاہدہ کر لیا تو اس کا تو کوئی اعتبار نہیں یہ کل مکر جائے گا تو پھر آپ کہاں سے پکڑیں گے اسے؟ اگر آپ اخباری بیان دیں گے کہ اس نے خلاف ورزی کی تو وہ اخبارات پر پابندی لگا دے گا۔ آپ بین الاقوامی سطح پر کوئی بات کریں گے تو وہاں بھی اسی کے ذرائع حاوی ہیں۔ ریڈیو ٹی وی وغیرہ سب ان کے پاس ہیں۔ آپ کے پاس تو کوئی ذریعہ نہیں، اس لیے اس آدمی کو پابند کرنے کے لیے سوائے دستوری تحفظ کے اور کوئی راستہ نہیں اور یہ بھی ایک آخری درجے کی بات ہے، ورنہ وہ دستور سے بھی کب پابند ہوتا ہے، یہ مسئلہ لے کر ہم دوبارہ گئے اور اس کے سامنے دستوری تحفظ کی تجویز رکھی۔ وہ نہیں مانا اور کہا اپوزیشن دس باتیں نئی لے آئی ہے۔ وہ دس باتیں نہیں تھیں، یہی ایک بات تھی۔ تاہم اسے معلوم تھا کہ فوج آجائے گی، اس نے مذاکرات بالکل ختم نہیں کیے، یہی کہا کہ صبح پیرزادہ صاحب اس موضوع پر پھر بات کریں گے۔ اس کا خیال تھا کہ اگر فوج کو یہ تاثر ملا کہ مذاکرات ناکام ہو گئے ہیں تو وہ اقتدار پر قبضہ کر لے گی۔ آخری رات بھی اس نے یہ تاثر دینے سے گریز کیا، فوج بھٹو کے جھوٹے تاثر سے مطمئن نہ ہوئی۔ اُس نے محسوس کیا کہ سیاسی بات چیت اب بالکل ختم ہو گئی ہے، چنانچہ آدھی رات کے وقت اس نے قبضہ کر لیا۔ ہم محسوس کرتے تھے کہ ہمارے اندر بھی کچھ ایسے لوگ ہیں جو مذاکرات کو ناکام کر کے فوج کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ پھر آپ کے انٹرویو کی وساطت سے اصغر خان نے یہ بات واضح کر دی کہ فوج کو لانے میں ان کا دخل تھا۔ انہوں نے کہا اس کا کریڈٹ میں لیتا ہوں۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ یہ کریڈٹ نہیں، رسوائی ہے۔

آج بھی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سیاسی مذاکرات کو سیاسی طریقے ہی سے انجام تک پہنچنا چاہیے تھا۔ مگر سیاسی مذاکرات بہت طول کھینچ گئے اور حالات خراب ہوتے گئے، فوج کے لیے اقتدار پر قبضہ کرنا ناگزیر ہو گیا، کیونکہ ملک مقدم تھا ملک کی بقا مقدم تھی۔ میں فوج پر بھی کوئی الزام نہیں لگاتا۔

س: آپ کے نزدیک اسلامی نظام مقصد ہے یا انتخابات کا انعقاد؟

ج: جی ہاں اسلامی نظام لیکن انتخابات کے ذریعے سے۔ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ انتخابات کے بارے میں قوم مطمئن نہیں۔ مایوسی بڑھ رہی ہے اور یہ پتہ بھی نہیں کہ انتخابات کب ہوں گے۔ انتخاب کو احتساب کے ساتھ جوڑ دیا گیا۔ یہ جوڑ میری سمجھ میں تو نہیں آیا۔

س: یہ مطالبہ تو قومی اتحاد کے بعض قائدین ہی نے کیا تھا کہ پہلے احتساب ہو پھر انتخاب۔

ج: ہم یہ ذمّہ داری قبول نہیں کرتے کہ جب تک احتساب نہ ہو انتخابات بھی نہ کرائے جائیں فوج اگر ضروری سمجھے تو کرے۔ پھر اب ایک سیاسی ورکر کے طور پر ہم یہ مطالبہ بھی نہیں کر سکتے کہ احتساب ملٹری کورٹ میں ہو۔ فوجی حکومت اپنے طور پر فوجی عدالتوں میں مقدمے چلا سکتی تھی مگر وہ کہتی ہے کہ مقدمے سول کورٹ میں چلیں گے۔

س: مگر اب تو مارشل لا حکام سیاسی احتساب خود کریں گے۔

ج: وہ تو صرف گوشواروں کی حد تک ہوگا، مگر قتل اور قومی دولت کے ضیاع وغیرہ کے مقدمات تو سول عدالتوں میں چل رہے ہیں۔

س: یہ مطالبہ بھی مختلف قائدین ہی نے کیا تھا کہ مقدمے سول کورٹ میں چلنے چاہئیں

ج: ہم تو یہی کہیں گے۔ وہ کوئی ہم سے پوچھ کر چلتے ہیں؟ وہ معاملے کو خود فوجی عدالت میں لائیں۔ بات یہ ہے کہ جمہوری ملکوں میں اصل احتساب انتخابات کے ذریعے ہوتا ہے اور اس کا راستہ کسی صورت میں روکنا نہیں چاہیے۔

س: قومی اتحاد نے چونکہ ایک موقف اختیار نہیں کیا، اسی لیے تو شاید آپ کے ہاں اور فوج کے ہاں یکسوئی پیدا نہ ہو سکی۔

ج: میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بڑے بڑے فیصلے کیے ہیں ہمیں اعتماد میں لیے بغیر، لیکن یہ اٹھارہ اکتوبر کے انتخابات کے التوا کے لیے جو ہمارے بیانات کو جواز بنایا جا رہا ہے، یہ بات درست نہیں۔ بات یہ ہے کہ ان کا اپنا عندیہ ہے کہ احتساب ہو اور سول کورٹ میں ہو۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ سول کورٹ میں ہو یا جیسے بھی، لیکن جلد ہو۔ اب سول کورٹ میں اگر پانچ سال تک احتساب ہوتا چلا جائے اور انتخابات بالکل نہ ہوں تو سمجھیے کہ ہماری تحریک ناکام ہو گئی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ احتساب جلد کیونکر ہو۔ اگر فوجی حکام بھٹو اور ان کے حواریوں کے اخلاقی، سیاسی اور اقتصادی جرائم کی مکمل تصویر قوم کے سامنے رکھ دیتے تو قوم یقیناً مجرموں کو مسترد کر دینے میں تاخیر نہ کرتی۔ چھ مہینے گزر چکے ہیں اور ابھی احتساب کی ابتدا بھی نہیں ہوئی۔

س: مفتی صاحب! ایک تاثر عوام میں یہ بھی پایا جاتا ہے کہ آپ احتساب سے خوف کھاتے ہیں، کیونکہ آپ نے اپنے دورِ حکومت میں بعض حدود سے تجاوز کیا تھا۔

ج: میں احتساب کے خلاف نہیں۔ میں تو کہتا ہوں احتساب ہو، ضرور ہو، لازماً ہو۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ انتخاب کو احتساب کے ساتھ نہ جوڑا جائے۔ انتخابات ہو جائیں اور احتساب کے عمل سے اگر کوئی شخص بعد میں بھی نااہل قرار دیا جائے تو ضمنی انتخاب کرایا جا سکتا ہے۔

س: آپ کب تک انتخابات چاہتے ہیں؟

ج: مارچ میں انتخابات ہو جانے چاہئیں اور اگر سیاسی احتساب کے لیے مارشل لاء کورٹ سے مدد لینی پڑے تو بھی مناسب ہے۔

س: اچھا مفتی صاحب! یہ بتائیے کہ اعلیٰ عدالتوں کو جو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اسلام کے منافی قوانین رد کر دیں اس کے بارے میں آپ کے کیا تاثرات ہیں؟

ج: عدالتوں کو جو نیا اختیار دیا گیا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ پوری قوم چاہتی ہے کہ اسلامی نظام نافذ ہو، البتہ قوم یہ بھی چاہتی ہے کہ اسلامی قانون کی تعبیر میں بھی کہیں کوئی غلطی نہ ہو۔ تعبیرات کے اختلافات زیادہ تر عبادات میں ہیں معاملات میں بہت کم ہیں۔ اور پھر حُسنِ اتفاق کی بات یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کا مذہب آج کے حالات میں بالکل صحیح رہنمائی رکھتا ہے۔ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ پاکستان میں مذہب حنفی کو تو بطور متن نافذ کر دیا جائے اور اگر کسی وقت یہ محسوس ہو کہ کوئی معاملہ اس سے حل نہیں ہوتا تو پھر کسی اور مسلک سے مدد لے لی جائے۔ اگر یہ سارا معاملہ عدالتوں ہی پر چھوڑ دیا جائے تو اندیشہ ہے کہ کہیں تعبیر کی غلطی نہ ہو جائے چنانچہ میں تجویز کروں گا کہ ایک مشاورتی کونسل خاص اسی مقصد

کے لئے قائم کر دی جائے جس میں جیّد علماء شریک ہوں اور ان کے مشورے سے قوانین کے اسلامی یا غیر اسلامی ہونے کا فیصلہ کیا جائے تاکہ تعبیر کی غلطی سے ہم محفوظ رہیں۔

س: جناب ولی خان نے اپنے انٹرویو میں کہا تھا کہ انتخابات سے پہلے مسائل حل ہونے چاہیئں۔ کیا آپ اس سوچ کی حمایت کرتے ہیں؟

ج: مسائل ضرور حل ہونے چاہیئں اور اس وقت تو عوام مہنگائی اور دیگر مسائل کے نیچے بہت ہی دبے ہوئے ہیں، امن بالکل نہیں، مارشل لاء کے خوف سے لوگ بے نیاز ہو گئے ہیں، روزانہ چوری اور قتل کی خبریں آ رہی ہیں۔ پولیس بھی اپنے آپ کو مارشل لاء سے آزاد سمجھتی ہے ورنہ یہ ملتان کا سانحہ پیش نہ آتا۔ مارشل لاء حکام کو چاہیئے کہ وہ صرف عوام ہی کو نہیں، اس پولیس کو بھی مارشل لاء کے ذریعے قابو میں رکھیں۔ میری رائے ہے کہ نمائندہ حکومت عوام کے مسائل کو بہتر طریقے سے حل کر سکتی ہے۔ لوگ اپنے نمائندوں کے سامنے اپنی مشکلات رکھیں گے اسمبلی میں غور ہو گا اور پھر انہیں صحیح طریق پر حل کیا جائے گا۔

س:۔ قومی اتحاد کے بارے میں ایک تاثر یہ ہے کہ وہ جدید تقاضوں کا ساتھ نہ دے سکے گا؟

ج:۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ لوگ شاید یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام ترقی کے خلاف ہے۔ بعض حلقے ہمارے بارے میں یہ تاثر اس لئے دے رہے ہیں کہ وہ جانتے ہیں کہ ہم اسلام کے بارے میں مخلص ہیں۔ اور ہم اسلام کو سلوگن کی حیثیت سے استعمال نہیں کر رہے۔ ہم اگر برسرِ اقتدار آ گئے تو پھر اسلام برسرِ اقتدار آ جائے گا۔ اور وہ یہ نہیں چاہتے۔ اپنی ناپسندیدگی کا اظہار وہ اس طرح کرتے ہیں کہ وہ ہم پر رجعت پسندی کا لیبل لگا دیتے ہیں۔ یہ تصوّر غلط ہے کہ اسلام ترقی کے خلاف ہے۔ یہ تو ترقی کا دین ہے۔ ہر زمانے کے ساتھ چلتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ سائنسی ترقی کو اسلام لازمی قرار دیتا ہے۔ آج ہائیڈروجن بم، اٹیم بم ہمارے پاس ہونا چاہیئے۔ یہ ہمارا شرعی فرض ہے۔

اقلیتوں اور عورتوں کا مسئلہ لے لیجئے۔ اس سلسلے میں عورتوں کو تو یہ خطرہ ہے کہ انہیں گھروں میں بند کر دیا جائے گا۔ جب میں انگلستان میں تھا تو ایک عورت نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ

اسلام میں عورت کو انگلستان سے زیادہ سیاسی، معاشرتی اور تعلیمی حقوق حاصل ہیں

آپ اقتدار میں آ کر عورتوں کے حقوق سلب کر لیں گے۔ اس پر میں نے کہا کہ میں یہ چیلنج کرتا ہوں کہ اسلام میں عورت کو انگلستان سے زیادہ سیاسی، معاشرتی اور تعلیمی حقوق حاصل ہیں۔ ہم نے پاکستان میں اب بھی عورتوں کو زیادہ حقوق دے رکھے ہیں۔ انگلستان میں ووٹ دینے کا حق عورت کو حاصل ہے پاکستان میں بھی عورت ووٹ دے سکتی ہے۔ ہمارے ہاں عورت کو اسمبلی کا رکن اور وزیر بننے کا حق حاصل ہے اور وہ بنتی رہی ہیں۔ اس عام حق کے علاوہ قومی اسمبلی میں عورتوں کو دس نشستیں دی گئی ہیں۔ صوبائی اسمبلی میں بھی عورتوں کی نشستیں مخصوص ہیں، آپ کے ہاں ایسا نہیں۔ ہم نے سیاسی طور پر ایک حق زیادہ دیا ہے۔

جہاں تک معاشرتی حقوق کا تعلق ہے اسلام نے روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم اور علاج کی ذمہ داری مرد پر ڈال دی ہے اور عورت کو بالکل فارغ کر دیا ہے آپکے ہاں عورت روزی کے لئے ماری ماری پھرتی ہے۔

تعلیم ہی کو لے لیجئے۔ عورت اور مرد دونوں پر تعلیم کا حصول اسلام نے فرض قرار دیا ہے۔ البتہ ہمارے ہاں آوارگی کی اجازت نہیں۔ آزادی اور چیز ہے اور آوارگی اور چیز۔

اقلیتوں کے حقوق کا بھی اسلام نے پورا خیال رکھا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اقلیتوں کے بھی وہی حقوق ہیں۔ جو ہمارے حقوق ہیں انکی بھی وہی ذمے داریاں جو ہماری ذمہ داریاں ہیں۔ وہ ملکی تعمیر اور دفاع میں برابر حصہ لے سکتے ہیں۔

س:۔ جداگانہ انتخابات کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج:۔ یہ معاملہ ہم اقلیتوں پر چھوڑتے ہیں۔ جیسے وہ چاہتے ہوں ویسے ہی ہونا چاہیئے۔ اقلیتوں کی نمائندگی اور شرکت کا موجودہ طریق انتخاب صحیح نہیں اس کے ذریعے صرف حکومت کے خوشامدی اقلیتوں کے نمائندے بن جاتے اور صرف حکومت کے ووٹوں میں اضافہ کرتے ہیں۔

س:۔ آپ جب بھٹو سے مذاکرات کر رہے تھے تو جناب جنرل ضیاء الحق نے آپ کے سامنے کیا موقف اختیار کیا تھا؟

ج:۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بھٹو نے جنرل ضیاء صاحب کو ہمارے خلاف بہت تیار کیا تھا۔ انہیں یہ بتایا گیا تھا کہ ہم کشمیر کے مسئلے کو اپنے کر اپنے مسائل سے جوڑنا چاہتے ہیں جبکہ کشمیر کی حیثیت جداگانہ ہے۔ اس کو اپنے ساتھ ضم کرنے میں ہم پر عالمی طور پر حرف آئے گا۔ دوسرا معاملہ بلوچستان کا تھا۔ جنرل صاحب کو یہ تاثر دیا گیا کہ سب لوگ غدار ہیں۔ وہ پاکستان کو نہیں مانتے، پہاڑوں پر چلے گئے ہیں اور لڑ رہے ہیں۔

ہم نے جنرل صاحب سے کہا کہ ہمیں سیاسی وعظ سنانے کے بجائے یہ بتائیں کہ بلوچستان سے فوج کتنی دیر میں واپس بلائی جا سکتی ہے۔ بھٹو کہتا تھا چھ ماہ۔ جنرل ضیاء نے کہا دو ماہ۔ بعد میں یہ طے ہوا کہ ڈیڑھ ماہ میں فوج واپس بلا لی جائے گی۔

س:۔ یہ بات پھیلائی گئی ہے کہ آپ اور ولی خان قومی اتحاد کے کندھے پر سوار ہو کر حکومت پر قبضہ کر لیں گے اور پھر مرکز سے کٹ جانا چاہیں گے؟

ج:۔ پاکستان بننے سے پہلے مسئلہ اور تھا۔ اس وقت بہت سی متبادل تجاویز تھیں۔ تجویز کے درجے میں بات ٹھیک تھی۔ پاکستان بن جانے کے بعد ہم نے پاکستان اور اس کے نظریے کی خدمت کی ہے۔ ولی خان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ سیکولرازم کے حامی ہیں، لیکن جب ہمارا ۱۹۷۰ء کے آخر میں پانچ نکاتی معاہدہ ہوا تو اس میں ایک نکتہ اسلامی آئین تھا۔ اس کے بعد متحدہ محاذ میں بھی بنیادی اصولوں میں سب سے پہلے اسلامی نظام کا نفاذ اور ملکی سرحدوں کا تحفظ شامل کیا گیا۔ قومی اتحاد کا نصب العین بھی نظامِ مصطفےٰ قرار پایا تھا۔

ہم عظیم پاکستان پر یقین رکھتے ہیں۔ پاکستان جس قدر وسیع و عریض ہو گا وہ اسی قدر تاریخی کردار ادا کر سکے گا ہمارے ذہن میں کوئی ایسی بات نہیں کہ ہم صرف ایک صوبے یا دو صوبوں پر اکتفا کریں۔ ہم اس تصور کے ساتھ زندہ ہی نہیں رہ سکتے۔ ۱۹۷۱ء میں ہم نے بھرپور کوشش کی کہ پاکستان ٹوٹنے نہ پائے، مگر جو عناصر اپنے اقتدار کے لئے ملک کو دولخت کر دینا چاہتے تھے وہ مکارانہ سازشوں کے ذریعے کامیاب ہوئے۔ ہم نے عہد کر رکھا ہے کہ اب جو ہاتھ بھی پاکستان کو توڑنے کے لئے بڑھے گا ہم اس ہاتھ کو توڑ ڈالیں گے۔

س:۔ مفتی صاحب! کچھ بتائیے کہ مشرقی پاکستان میں فوجی آپریشن سے پہلے آپ نے کیا سیاسی مذاکرات کئے تھے؟

ج:۔ ہم مارچ کے وسط میں ڈھاکہ پہنچے۔ صورتِ حال بہت خراب تھی۔ ہم نے محسوس کیا کہ شیخ مجیب الرحمٰن اور جنرل یحییٰ خان کے بیان میں بہت بڑا تضاد ہے۔ ہم نے مطالبہ کیا کہ تمام سیاسی جماعتوں کی گول میز کانفرنس بلائی جائے تاکہ آمنے سامنے باتیں ہوں۔ مگر ہماری یہ بات مانی نہ گئی۔ ہم نے دیکھا کہ صرف شیخ مجیب الرحمٰن مسٹر بھٹو اور یحییٰ خان آپس میں ملتے ہیں اور کسی دوسرے کو ملنے کی اجازت نہیں۔ ایک روز ممتاز دولتانہ نے کہا یہ سب کچھ فراڈ ہے، ہمیں دھوکہ دیا جا رہا ہے اور پاکستان توڑنے کی سازش آگے بڑھ رہی ہے۔ ماضی کے اس تجربے سے ہم نے یہ سبق سیکھا کہ کھلے سیاسی مذاکرات اگر ہوتے رہیں تو صورتِ حال کی اصلاح کی جا سکتی ہے۔ اور بند کمروں کی ملاقاتیں مہلک نتائج پیدا کرتی ہیں۔

س:۔ قومی اتحاد کے پروگرام میں کوئی واضح اقتصادی اپروچ نہیں؟

ہم انشاءاللہ مضبوط سیل قائم کریں گے، ہمارے ملک میں غریبوں پر مظالم ہو رہے ہیں۔ جو درجہ بندیاں ہیں ہم انہیں ختم کرنا چاہتے ہیں۔ جلسے اب صرف قومی اتحاد کے پلیٹ فارم سے ہوں گے۔ ہم پورے ملک کا دورہ کریں گے اور عوام کو اعتماد میں لیں گے

س:۔ آپ کو قومی اتحاد کا نیا دستور بنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

ج:۔ پہلا دستور حقیقی معنوں میں ان تمام مراحل سے نہ گزرا تھا جو اس کے لئے ضروری تھے۔ قومی اتحاد کی تشکیل کے وقت اور اس کے فوراً بعد حالات کا دباؤ اور واقعات کی رفتار اتنی تیز تھی کہ ہمیں اپنے دستور پر پوری توجہ دینے کا موقع نہ ملا۔ اور ہم مسلّمہ روایات کے مطابق کام کرتے رہے۔ اب ہمیں غور و خوض کا کچھ وقت ملا تو ہم نے ایک قابلِ عمل دستاویز تیار کر لی ہے۔

س:۔ کیا آپ اپنی تنظیم میں نوجوانوں اور کارکنوں کو مناسب اہمیت دیں گے؟

ج:۔ ضرور، ہمیں اپنی کمزوریوں کا پورا احساس ہے اور ہم حقیقت پسندی سے کام لے رہے ہیں، اسے ایک فعال اور وسیع قومی پلیٹ فارم میں تبدیل کر دیں گے۔ انشاءاللہ۔

●●

رپورٹنگ : شیخ یعقوب

مُلتان میں خونی ڈرامہ

شیخ رشید کی گولیوں سے چار مزدور ہلاک ہوئے

قتل عام کی ابتداء مِل انتظامیہ کے ایک پالتو غنڈے شیخ رشید نے کی۔

ملتان۔ ۱۹۷۸ء کا استقبال ملتان کے مزدوروں نے اپنے گرم گرم سرخ خون سے کیا۔ نئے سال کا سورج طلوع ہُوا تو ملتان میں کالونی ٹیکسٹائل مل میں حالات شدید کشیدہ تھے۔ دوسرے دن بلا جواز مزدوروں کا قتلِ عام کیا گیا۔ متعدد مزدور ہلاک ہوئے اور بہت سے زخمی۔ یہ خونی ڈرامہ مقامی انتظامیہ اور مِل انتظامیہ کے سوچے سمجھے منصوبہ اور مزدور دشمنی کا مظہر ہے۔ تاریخ کا ان مٹ فیصلہ ہے کہ مزدوروں کا خون رنگ لائے گا اور جن لوگوں کے ہاتھ خون سے رنگدار ہوئے انکو تختہ دار پر لٹکایا جائے گا

کالونی ٹیکسٹائل ملز مزدوروں کو تین ماہ کا بونس ہمیشہ دیتی آئی ہے۔ یہ بونس نوّے (۹۰) دن کے اندر مزدوروں کو مل جانا چاہئے تھا۔ مِل انتظامیہ بدنیتی سے بونس کم کرنا چاہتی تھی۔ ۲۸ دسمبر کو جب ۹۰ دن گذرے جارہے تھے مزدور مایوس اور مشتعل تھے کہ ہماری غریبی سے ناجائز فائدہ اٹھایا جارہا ہے اور ہمیں جائز حق سے بھی محروم کیا جارہا ہے۔ مِل انتظامیہ مزدوروں کو احساس دلارہی تھی کہ انقلاب حکومت کا مزا چکھو اب پورا بونس بھی نہیں دیا جائے گا۔ تفریح الاؤنس بھی مفقود اور سٹور سے جو اشیاء رعایتی نرخ سے مل جاتی تھیں ان سے بھی محروم رہو۔

مِل انتظامیہ کی پاکٹ یونین سازش اور ملی بھگت سے مزدوروں کو رام کرنے کی کوشش کرتی رہی مگر مزدور مطمئن نہ ہوا اور طے پایا کہ ہڑتال کی جگہ کام چھوڑ مظاہرہ اپنایا جائے۔ مزدور باقاعدگی سے وقت مقررہ پر آتے، مل میں داخل ہوتے، کارڈ جمع کراتے مگر کام نہ کرتے تھے۔ گویا پرامن مظاہرہ تھا۔ کام چھوڑ مطالبہ۔

۳۱ دسمبر کو مل انتظامیہ مجبور ہوئی کہ نمائندہ مزدوروں سے بات کرے۔ طے پایا کہ ہر کھاتے سے ایک نمائندہ لیا جائے اور وہ انتظامیہ سے بات کرے کُل چودہ نمائندے مقرر ہوئے۔ یہ مزدوروں کی ایکشن کمیٹی بھی تصوّر کی گئی۔

میاں منیث اے شیخ کا موقف یہ تھا کہ اس سال منافع کم ہوا ہے اور سٹاک میں ساڑھے چار کروڑ روپے کا کپڑا پڑا ہُوا ہے اس لئے بونس دو ماہ کا دیا جائے گا۔

مزدور نمائندوں نے کہا فی الحال دو ماہ کا بونس منظور مگر بقایا بونس دیا جائے۔ یا اگر نقد نہیں کپڑے کی صورت میں دیا جائے۔ اس مثبت رویے سے فائدہ اٹھانے کی جگہ منفی رویہ اپنایا گیا اور پاکٹ یونین کے ذریعہ سوا دو ماہ کا بونس دینے کا اعلان کیا۔

دوسری طرف مل انتظامیہ نے مقامی انتظامیہ سے سازباز کی اور طے پایا کہ طاقت سے مزدوروں کے پرامن مظاہرہ کو ختم کردیا جائے۔ طاقت آزمائی کے لئے دو جنوری کا دن مقرر کیا گیا۔ ضلع بھر سے پولیس منگوائی گئی اور مِل کے چاروں طرف چوکیاں بنائی گئیں۔ پہلے قدم کے طور پر مل ملازمین کو حکم دیا گیا کہ بارہ بجے تمام ملازمین اور سپروائزر مل کے احاطے سے باہر آجائیں۔ اور دوسری شفٹ پر جانے والے ملازمین کو روک دیا گیا۔ یہ خطرہ کی گھنٹی تھی جس سے مزدور خبردار ہوئے۔

دوسرا اقدام

پولیس کا ایک دستہ عقب سے مِل کے اندر داخل ہُوا اور بلا وارننگ تشدد شروع کر دیا۔ مزدوروں نے اینٹ اور پتھروں سے مقابلہ کیا۔ پولیس کے ہاتھی بھاگ گئے اور کینٹین کی چھت پر پولیس کو چڑھا دیا گیا۔ ایک روشن دان توڑ کر شیلنگ ہوئی۔ یہ تمام کارروائی ناکام رہی اور مل سے باہر مزدور نہ آئے اور پولیس اندر نہ جاسکی۔

خونی اقدام

مِل سے باہر اے سی ملتان نے اعلان کیا کہ جگہ جگہ مزدوروں کی ٹولیاں جو کھڑی ہیں یہ غیر قانونی ہیں منتشر ہوجاؤ ورنہ گولی چلائی جائے گی۔ اتنے میں بچوں کو چھٹی ہو گئی۔ وہ گھروں کو جارہے تھے اپنی فطرت کے مطابق بچوں نے شور وشغب کیا اور نعرے بازی بھی ہوئی۔

مِل انتظامیہ کے پالتو درندے نے ایک گولی بچے پر چلائی۔ وہ چیخا میں بے گناہ ہوں۔ مگر اس ظالم

مِل انتظامیہ نے معقول مطالبات کو ماننے کی جگہ خون بہایا۔

نے سینے میں گولی پیوست کردی۔ دوسری گولی ایک مزدور پر چلائی۔ اس نے دم توڑتے وقت دیوار پر لکھ دیا۔ "شیخ ر" وہ رشید کا لفظ پورا نہ کرسکا کہ دم توڑ گیا۔

اس کے بعد عام بلوہ ہوگیا اور چاروں طرف گولیوں سے لوگوں کو مارا گیا۔ مسجد میں گھس کر مولوی عبدالحق کو گولی ماری گئی۔ کہا جاتا ہے کہ شیخ رشید کی گولیوں سے چار مزدور ہلاک ہوئے۔ راجہ خضر حیات، ایس ایچ او، تھانہ ممتاز آباد بھی تاک تاک کر گولی چلاتا رہا۔

دو گھنٹے کے خونی ڈرامہ کے بعد فوج آئی۔ میدان پولیس جیت چکی تھی۔ اب اس کی جگہ فوج نے لی۔ حالات پر قابو پاکر فوج نے مل کے اندر محصور مزدوروں کو نکلوایا۔ لاشوں اور زخمیوں کو نشتر ہسپتال پہنچایا گیا۔

کچھ زخمیوں کو مزدور اٹھا کر لے گئے اور ملتان کا

نہ بنائی تو خونریزی نہ ہوتی۔ مل مالکان کے ساتھ ساتھ مقامی انتظامیہ بھی اس حادثہ کی ذمہ دار ہے۔ اس لئے تمام انتظامیہ کو معطل کیا جائے یا کم از کم ملتان سے تبدیل کیا جائے۔

شیخ رشید، مختار احمد، صوبیدار محمد شریف اور جان محمد کو شیخ مغیث اور راجہ خضر حیات کو دفعہ ۳۰۲ میں گرفتار کیا جائے اور ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

مزدوروں کو تین ماہ کا بونس تفریح الاؤنس دیا جائے۔ رعایتی نرخوں پر اشیاء خوردنی حسب سابق فراہم کی جائیں اور سالانہ ترقی پندرہ روپے فی مزدور دی جائے۔

جسطرح حکومت نے شہداء کیلئے دس ہزار فوری دینے کا اعلان کیا ہے مل مالکان سے ایک لاکھ روپے فی مزدور جو ہلاک ہوئے انکے ورثا کو دیا جائے۔

زخمیوں کی فوری اعانت کی جائے اور مل انتظامیہ ہر زخمی مزدور کی تنخواہ کے علاوہ دس ہزار روپے امداد کے طور پر دے۔ پاکٹ یونین کو ختم کیا جائے اور پالتو غنڈوں سے مزدوروں کو نجات دلائی جائے۔ آئندہ تمام معاملات ایکشن کمیٹی اور انتظامیہ طے کرے۔

مزدوروں نے نہ کوئی ہنگامہ آرائی کی اور نہ خلاف قانون ہڑتال کی صرف کام چھوڑا ہے اسلئے کسی مزدور کو گرفتار نہ کیا جائے۔

جس جگہ مزدور شہید ہوئے ہیں اس جگہ ایک یادگار بنائی جائے اور شیخ رشید کو اسی جگہ گولی ماری جائے۔

ملتان زون کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل اعجاز عظیم نے جو تحقیقاتی ٹیم بریگیڈیئر ایس ایم الیاس کی قیادت میں کرنل نعیم اور سردار اسلم مجسٹریٹ درجہ اول ملتان پر مشتمل بنائی ہے اس کی رپورٹ پر فوری عملدرآمد کیا جائے۔

مزدور پر امن تھے

بلا جواز تشدد کیا گیا!

راستہ بلاک ہونے کی وجہ سے انکو مظفر گڑھ ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔

اس خونی واقعہ سے شہر میں کہرام مچ گیا۔ سڑک بلاک ہونے کی وجہ سے اکثر لوگ مظفر آباد تو نہ جاسکے نشتر ہسپتال گئے۔ اخبارات کے دفتروں میں معلومات کرتے رہے۔ صبح کے اخبار سے پتہ چلا کہ ۸ مزدور ہلاک ہوئے۔ اب یہ تعداد تیرہ ہوگئی ہے جبکہ زخمیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ ہلاک ہونے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اگر صرف تعداد و شمار پر ہی غور کیا جائے تو اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کو اس طرح مار دینا درندگی ہے۔ سنگدلی ہے۔ بہیمیت ہے اور انتہائی تکلیف دہ حادثہ۔

پاکستان قومی اتحاد کے ایک وفد نے جس میں حاجی محمد رشید، سید ولائت حسین گردیزی، عقیل صدیقی اور شیخ محمد یعقوب شامل تھے ہسپتال جاکر زخمیوں کی عیادت کی اور بعد میں مظفر آباد جاکر شہداء کے ورثا سے تعزیت اور اتحاد کے کارکنوں سے حالات معلوم کئے۔

تاثرات

اگر انتظامیہ مل مالکان سے مل کر اس خونی ڈرامہ کا منصوبہ

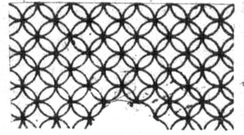
شہداء کے نام:

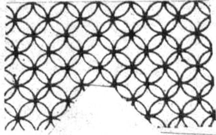
۱۔	تاج محمد عرف تاجو	ولد	فیض اللہ
۲۔	ابرار حسین	"	عابد
۳۔	طالب حسین	"	خدا بخش
۴۔	عبدالقادر	"	اللہ دتہ
۵۔	کرامت حسین	"	عاشق حسین
۶۔	جمعہ خان	"	ظہور الدین
۷۔	محمد عظیم		
۸۔	محمد طفیل		
۹۔	خورشید		
۱۰۔	مولوی عبدالحق		
۱۱۔	جاوید اقبال	ولد	فقیر محمد
۱۲۔	ارشاد احمد	"	حبیب احمد
۱۳۔	عقیل		

زخمیوں کے نام:

۱۔	خادم حسین	ولد	اللہ بخش
۲۔	اسعد بخش	"	امام بخش
۳۔	محمد اقبال	"	تاج
۴۔	رشید احمد	ولد	نذیر احمد
۵۔	رحیم بخش	"	غلام سرور
۶۔	محمد بخش	"	غلام محمد
۷۔	محمد خورشید	"	عبدالغنی
۸۔	محمد حسین	"	محمد اسماعیل
۹۔	جنگ شیر	"	عبدالرشید
۱۰۔	اسد اللہ	"	سمیع اللہ
۱۱۔	محمد عتیق	"	فضل دین
۱۲۔	محمد یونس	"	اللہ دتہ
۱۳۔	صادق محمد	"	امیر بخش
۱۴۔	غلام مصطفیٰ		
۱۵۔	عبدالستار	"	محمد نواز
۱۶۔	اللہ بخش	"	ثناء اللہ
۱۷۔	محمد نواز		
۱۸۔	محمد بشیر		
۱۹۔	محمد شفیع		
۲۰۔	ثناء اللہ		
۲۱۔	عقیل		

زاہد الراشدی





خان عبدالولی خان اور پنجاب

روزنامہ جنگ کراچی کے نمائندہ خصوصی عارف الحق عارف کو انٹرویو دیتے ہوئے ممتاز مسلم لیگی لیڈر چوہدری ظہور الٰہی نے

"اس سوال کے جواب میں کیا ولی خان کو پنجاب قومی قائد کی حیثیت سے قبول کرے گا کہ مسٹر ولی خان کو بھٹو نے گرفتار ہی ان کے پنجاب کے کامیاب ترین دورے کے بعد کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ مفاد پرستوں کا پروپیگنڈہ ہے کہ پنجاب ولی خان کے خلاف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پنجاب میں ولی خان کو ایک عظیم محب وطن کی حیثیت حاصل ہے۔ اس سے پہلے میں نہیں سمجھتا کہ قومی لیڈر کی حیثیت سے وہ پنجاب کو کیوں قابل قبول نہیں ہوں گے۔"

(جنگ کراچی ۸ جنوری ۷۸)

خان عبدالولی خان کی حب الوطنی اور پنجاب میں ان کی مقبولیت کے بارے میں مذکورہ بالا ریمارکس اس لحاظ سے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں کہ یہ پنجاب سے تعلق رکھنے والے ایک ذمہ دار اور سربرآوردہ مسلم لیگی کے ریمارکس ہیں اور اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ سیاسی راہنماؤں اور کارکنوں کے اس طبقہ کے بارے میں جسے "نیشنلسٹ" کہا جاتا ہے قیوم خان برانڈ مفاد پرستوں کے پھیلائے ہوئے اثرات رفتہ رفتہ زائل ہو رہے ہیں اور ملک و قوم سے ہمدردی رکھنے والے عناصر یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ سیاست میں اس سرگرم اور بااصول گروہ کو نظر انداز کرنے اور پیچھے دھکیلنے کی بجائے ملک و قوم کو اس کی خدمات اور صلاحیتوں سے بہرہ ور کرنا ہی پاکستان اور اس کے غریب عوام کے مفاد میں ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تحریک آزادی کے نامور راہنما خان عبدالغفار خان نے قیام پاکستان کے بعد جب ماضی کے اختلافات کو نظر انداز کرتے ہوئے ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے اپنا تعاون غیر مشروط طور پر پیش کیا تھا۔ اگر عبدالقیوم خان کی سازشوں کے باعث تعاون کے اس ہاتھ کو جھٹک نہ دیا جاتا تو آج ملک کی سیاسی صورت حال بہت مختلف ہوتی لیکن قیوم خان برانڈ سیاستدانوں کی مذموم چالوں کے باعث خان عبدالغفار خان، ان کے خاندان اور رفقاء کو اب تک مسلسل جس طرح دھکیلا اور رگیدا جاتا رہا ہے اور ان کے ہاتھ میں غداری کا پرچم جبراً تھمانے کی جو کوششیں ہوتی رہی ہیں اس کے باوجود اس عظیم خاندان اور اس کے متعلقین نے صبر و تحمل اور بردباری کا دامن نہیں چھوڑا اور انتہائی صبر و استقامت کے ساتھ جھوٹ اور فریب کاری کے منطقی انجام کا انتظار کرتے رہے۔

آج بحمد اللہ تعالیٰ ان کا صبر رنگ لایا ہے اور مکر و فریب کی دھند چھٹنے کے بعد خان عبدالولی خان ایک بار پھر قومی سیاست کے مطلع پر نمودار ہوئے ہیں، مستقبل ان کا منتظر ہے اور وہ وقت دور نہیں کہ "نیشنلسٹ" کہلانے والے سیاسی راہنما اور کارکن پاکستان کی تعمیر و استحکام میں اپنا حقیقی سیاسی کردار ادا کریں گے اور انشاء اللہ العزیز یہ پاکستان کے روشن مستقبل کا نقطہ آغاز ہوگا۔

عدالتوں میں اسلامی فقہ کے ماہرین

مارشل لاء حکومت کی طرف سے سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کو غیر اسلامی قوانین کی منسوخی کے اختیارات تفویض کئے جانے کے اعلان کے بعد یہ سوال انتہائی اہمیت اختیار کر گیا ہے کہ اعلیٰ عدالتوں میں ججوں کے ساتھ اسلامی فقہ کے ماہرین کا تقرر بھی ضروری ہے تاکہ وہ عدالتوں کو ان قوانین کی طرف توجہ دلا سکیں جو اسلام کے منافی ہیں اور قرآن و سنت کے مطابق ان میں ترامیم اور تبدیلیوں کے سلسلے میں ججوں کا ہاتھ بٹا سکیں۔

پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے بھی ایک بیان میں حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے۔

لیکن یہ مسئلہ صرف حکومت کے لئے نہیں بلکہ علماء کرام کے لئے بھی قابل توجہ ہے بالخصوص اس کا یہ پہلو کہ فقہ پر ضروری عبور اور استنباط و استخراج میں دسترس رکھنے والے علماء کی موجودہ کھیپ زیادہ تر سن رسیدہ علماء پر مشتمل ہے اور ان میں سے بھی بیشتر وہ ہیں جو مدارس میں تدریس و تعلیم کے فرائض ادا کرنے میں مصروف ہیں جبکہ ہمارے مدارس سے ہر سال سند فراغت حاصل کرنے والے نوجوان علماء میں ایسے افراد کا تناسب بہت کم ہے جنہیں علم اور علمی مسائل سے دلچسپی ہو اور وہ اپنا وقت اور صلاحیتیں علمی و تحقیقی امور پر "ضائع" کرنا پسند کرتے ہوں۔

اس لئے یہ مسئلہ انتہائی سنگین ہونے کے ساتھ

ساتھ ناگریز صورت اختیار کر گیا ہے۔ اب فقہ یہ ہے کہ ہمیں نہ صرف ملک کی معزز عدالتوں میں اسلامی فقہ کے ماہرین کے تقرر کی صورت میں ان کے معیار کے مطابق مطلوبہ افراد کی کھیپ مہیا کرنی ہے اور اس کے ساتھ ہی اپنے مدارس میں پیدا ہو جانے والے خلاء کو بھی پُر کرنا ہے اور آئندہ کے لئے بھی اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کا اہتمام کرنا ہے۔

ہمارے خیال میں اس مرحلہ میں کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے پیش آمدہ مسئلہ کی سنگینی کو کم کرنے کی کوشش انتہائی غیر معقول اور غیر منطقی راہ ہوگی۔ ہمارے علماء کرام کو اس طرف توجہ دینی چاہیئے اور مل بیٹھ کر اس مسئلے کے مقتضیات کا جائزہ لینا چاہیئے تاکہ ملک میں اسلامی نظام و قوانین کے نفاذ و ترویج کے عمل میں علماء کرام اپنا کردار صحیح اور مؤثر طور پر ادا کر سکیں۔

ایٹمی ری پراسسنگ پلانٹ

اور امریکہ

امریکہ کے صدر جمی کارٹر نے فرانس سے ایٹمی ری پراسیسنگ پلانٹ حاصل کرنے کے سلسلے میں پاکستان کے اقدامات کی ایک بار پھر مخالفت کی ہے جبکہ دوسری طرف موصوف نے دہلی کے دورہ کے موقع پر بھارت کی طرف سے ایٹمی تحفظات فراہم کرنے سے انکار کے باوجود بھارت کو امریکہ کی طرف سے ایٹمی ایندھن کی فراہمی جاری رکھنے کا اعلان کیا ہے۔

(ملخص از جنگ کراچی ۸ جنوری ۷۸ء)

پاکستان کے بارے میں امریکہ کا رویہ دفاعی معاہدوں کے باوجود ہمیشہ محلِ نظر رہا ہے اور مذکورہ بالا خبر غماز ہے کہ ابھی تک امریکہ کے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ بھارت نے ایٹمی دھماکہ کر لیا اور وہ اسلحہ کے معاملہ میں کافی حد تک خود کفالت کی راہ پر گامزن ہے لیکن پاکستان کا فرانس سے ایٹمی پراسیسنگ پلانٹ خریدنے کا معاملہ ابھی تک امریکہ کی نظر میں کھٹک رہا ہے حالانکہ پاکستان بار بار یہ اعلان کر چکا ہے کہ وہ ایٹمی پلانٹ کو پُرامن مقاصد کے لئے استعمال کرے گا۔

ہماری رائے میں پاکستان کو بڑی طاقتوں پر سہارا کرنے کی بجائے خود اپنے وسائل کو زیادہ سے زیادہ کام میں لانے اور اسلامی ممالک کے تعاون سے اسلحہ سازی کی بھاری صنعت کو فروغ دینے میں زیادہ توجہ کرنی چاہیئے کیونکہ یہی راستہ پاکستان اور عالم اسلام دونوں کے لئے عزت و وقار اور سلامتی کا واحد راستہ ہے۔

مزدوروں پر وحشیانہ فائرنگ

کالونی ٹیکسٹائل ملز ملتان میں مزدوروں پر پولیس کی وحشیانہ فائرنگ کی تحقیقات شروع ہو گئی ہے اور یہ سطور شائع ہونے تک اس کے نتائج سامنے آچکے ہوں گے۔ اس وقت تک جو تفصیلات مختلف اخبارات کے ذریعہ سامنے آئی ہیں ان کے مطابق واقعہ کے دیگر پہلوؤں کے ساتھ ساتھ یہ پہلو انتہائی سنگین اور توجہ طلب ہے کہ پولیس نے یہ فائرنگ کسی باضابطہ آرڈر کے بغیر کی ہے جس کے نتیجہ میں کم از کم چودہ مزدور شہید ہوئے ہیں اور یہ پہلو بھی محلِ نظر ہے کہ یہ واقعہ اس وقت ہوا جبکہ پیپلز پارٹی نام نہاد "یوم جمہوریت" منانے کی تیاریاں کر رہی تھی۔

پیپلز پارٹی نے طبقاتی کشمکش کو جس طرح منظم طور پر پروان چڑھایا اور ۵ جولائی کے انقلاب کے بعد نئی حکومت کو اس ضمن میں بدنام کر کے مزدوروں کسانوں اور محنت کشوں کو اس سے بدظن کرنے کی جو مہم اس نے چلا رکھی ہے۔ اس کو سامنے رکھتے ہوئے کالونی ٹیکسٹائل ملز کے المناک واقعہ کا پس منظر اور بھی زیادہ توجہ طلب ہو جاتا ہے اور ذہن میں یہ سوال بار بار ابھرتا ہے کہ یہ واقعہ کہیں انتظامیہ میں پیپلز پارٹی کے پروردہ عنصر کی سازش تو نہیں ہے؟ تحقیقات کے ضمن میں مزید کچھ کہے بغیر ہم اتنی گذارش ضرور کریں گے کہ اس سنگین اور افسوسناک واقعہ کے اس پہلو کو بھی مدنظر رکھا جائے اور اس کے محرکات و اسباب کی صحیح طور پر نشاندہی ہو اور مجرم کیفر کردار تک پہنچیں۔

قبائلی علاقوں سے انصاف

قبائلی علاقوں سے قومی اسمبلی کے سابق رکن ملک جہانگیر نے ایک بیان میں مطالبہ کیا ہے کہ بھٹو حکومت کے دور میں قبائلیوں کے ساتھ کی گئی ناانصافیوں کی تحقیقات کے لئے کمیٹی قائم کی جائے اگرچہ قبائلی سیاست میں خود ملک صاحب کا کردار بعض حلقوں میں موضوع بحث ہے مگر انکا یہ مطالبہ ہمارے نزدیک بالکل درست اور بجا ہے اسلئے کہ بھٹو حکومت نے جہاں ملک کے دوسرے حصوں میں وحشت و بربریت کے شرمناک مظاہرے کئے وہاں قبائل بھی اس کی وحشیانہ کارروائیوں کا نشانہ بنے حتی کہ جنوبی وزیرستان کے صدر مقام وانا کے بازار کو بلڈوزروں سے مسمار کر دیا گیا اور علاقہ کے مذہبی راہنما حضرت مولانا نور محمد اور انکے رفقاء کو گرفتار کر لیا جو اب تک جیل میں ہیں اور وانا تباہی کے بعد ابھی تک دوبارہ آباد نہیں ہو سکا جبکہ ہزاروں قبائلی بے گھر اور روزگار سے محروم ہیں۔

ہم حکومت سے گذارش کرینگے کہ ملک کے دوسرے حصوں کی طرح قبائلی عوام کے ساتھ بھٹو حکومت کے سلوک کا بھی جائزہ لے بالخصوص جنوبی وزیرستان کے مذکورہ واقعہ کی تحقیقات کرا کے گرفتار شدگان کو رہا کیا جائے اور جن لوگوں کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے انہیں فوری اور

عبدالستار ستاری

اہلِ فکر کا اختلاف، غورِ فکر کی دعوت

علمی اور قومی نظری مسائل میں اہل فکر کو اختلاف ہوتا ہے۔ بعضے ایسے حضرات ہوتے ہیں کہ ان کی نگاہ سطحی ہوتی ہے اور بعضے ایسے حضرات ہوتے ہیں کہ وہ گہرائی میں اترتے ہیں اور گہری نگاہ سے سوچتے ہیں۔ ان تمام حضرات کی نیت اچھی ہوتی ہے۔ مقصد سب کا ایک ہوتا ہے، اگر ایک صاحبِ فکر نے سوچا ہے اور اس کے مناسب تدبیر کو تجویز کیا ہے اور فکر اور نظر کے اختلاف سے ان کے طریقۂ کار میں بھی اختلاف ہو جاتا ہے۔ مگر جب مقصد ان حضرات کا ایک ہے تو ہمیں ان کے مختلف طریقۂ کار پر ہمیں شک و شبہ نہ کرنا چاہیئے اور عوام جن حضرات کے فکر اور ذہن کو پسند کرتے ہیں اور جس سے عقیدت رکھتے ہیں اس کی رائے اور فکر پر صواب کا گمان رکھتے ہیں تو ایسے حضرات کی جماعت میں شامل ہوتے ہیں اور ان کی راہِ عمل پر چلتے ہیں ایسے حضرات کا طریقۂ کار دوسری جماعتوں کے مقصد حاصل کرنے میں بھی مدد کرتا ہے اور آخر کار ایک مقصد میں آکر دوسری جماعتوں سے اصل مقصد میں ملتا ہے اس لئے ایسی تمام جماعتیں ایک دوسرے کی معاون اور کارساز ثابت ہوتی ہیں۔ ہاں اگر ارباب رائے کو کسی مقصد کے مقصد سمجھنے اور کسی منزل کو منزل سمجھنے یا کسی انجام کو انجام سمجھنے میں اختلاف ہے تو بے شک ایسے ارباب فکر کی ایک پارٹی دوسری پارٹی کی مزاحم ہوتی ہے اور ان کے طریقۂ کار میں تضاد اور بعد ہوتا ہے اور مقاصد میں تفرقہ ہوتا ہے اور ان میں ہار جیت اور دستِ گریبانی کے جذبات اٹھتے ہیں۔

ذرا ان لوگوں کے اختلافات کو سوچیئے جو معیار حق پر پورے اترے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تمام زندگی میں سچی اور بے مثال سادگی ہے۔ دین کے باریک اور غیر ضروری مسائل میں قدم رکھنا اور پیچیدہ مسائل میں الجھنا صحابہ رض کی عادت نہیں تھی۔ دلیل اور استدلال کے طریقوں پر صحابہ رض کو زیادہ توجہ نہ تھی۔ اور متکلمین کی طرح نظری مسائل سے صحابہ رض نے احتراز کیا ہے۔ جدال اور خصومت کے تصور سے صحابہ رض کا ذہن خالی تھا۔ صحابہ رض کی نظر میں اطمینان و یقین اور دین کے احکام کی تعمیل و اطاعت کے سوا کوئی اور چیز زیادہ عزیز نہ تھی۔ صحابہ کو چند فروعی مسائل پر ضرور اختلاف ہوا ہے مگر ان میں اخوت اور تناصر کا جذبہ کسی وقت بھی ہلکا نہیں ہوا۔ صحابہ رض کے اختلافات نے ہم پر فکر و اجتہاد میں وسعت کا احسان فرمایا۔

اندلس کے حافظ شاطبی رح نے الموافقات میں کتاب الاعتصام میں اور حافظ ابن عبدالجبر رح نے جامع بیان العلم میں صحابہ رض کے اختلاف کے بارہ میں لکھا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز رح خلیفہ راشد فرماتے ہیں

"مجھ کو یہ تمنا نہیں ہوتی ہے کہ
کاش صحابہ رض میں اختلاف نہ ہوا
ہوتا، اس لئے اگر ایک واقعہ
میں صحابہ رض کا ایک قول ہوتا تو لوگوں
کے لئے اس میں تنگی ہوتی
اور اربابِ فکر کے لئے کسی ایک
فکر..... پر مجبوراً اکٹھا ہونا بڑا مشکل
ہوتا۔ تمام صحابہ رض ہمارے مقتدا ہیں۔
ہر ایک صحابی رض دین کے امام
ہیں۔ کسی ایک صحابی کے قول
پر عمل کیا جائے تو اس کی یہ
پیروی درست ہے اور دین
کی ایک سنت پر عمل ہے۔"

صحابہ رض اور امت کے فقہا کی ذاتی رائے میں اختلاف ہوتا تھا۔ ذاتی رائے سے مراد یہ ہے کہ کسی حرج یا مصلحت کے ظن کو حکم کی علت قرار دیا جائے۔ کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک فکر میں حرج یا مصلحت دوسرے فکر میں بھی حرج یا مصلحت ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ایک فکر میں جس حرج یا مصلحت..... کو حکم کی علت قرار دیا گیا ہے دوسرے فکر میں بھی وہی حرج یا مصلحت حکم کی علامت ہو۔ اس لیے رائے اور فکر میں ضرور اختلاف ہوگا۔ مگر ہمیں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ فکر اور نظر کے اختلاف کی حالت میں صحابہ رض کا طریقہ کیا تھا۔

احکام القرآن میں جصاص رح نے لکھا ہے ایک صاحب فرماتے ہیں۔ میں نے عثمان رض کو دیکھا کہ عمرہ کو حج کے ساتھ ملانے سے منع کرتے ہیں اور حضرت علی رض کو دیکھا کہ وہ عمرہ کو حج کے ساتھ ملانے کا حکم کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رض کو کہا کہ آپ رض میں اور حضرت عثمان رض میں شر ہے۔ حضرت علی رض نے فرمایا ہم میں شر نہیں ہے غیر ہی خیر ہے۔ حافظ ابن عبدالجبر رح اور حافظ ابن قیم رح لکھتے ہیں۔ حضرت علی رض نے فرمایا:-

"میں نے حج کو عمرہ کے ساتھ ملانے
میں تمہیں رائے دی ہے جس کا جی
چاہے اس پر عمل کرے جس کا
جی چاہے اسے چھوڑ دے۔"

فکر اور نظر کے بارے میں حضرات سلف میں اختلاف تھا۔ حافظ ابن قیم لکھتے ہیں

"سلف اور خلف کو اتفاق ہے کہ جس
رائے اور فکر کی موافقت یا مخالفت
قرآن و سنت سے معلوم اور ثابت
نہیں ہوتی ایسی رائے پر ضرورت
کے وقت عمل کرنا جائز ہے مگر جو بھی
اس فکر کے خلاف عمل کرتا ہے
تو اس پر انکار نہیں کیا جائے گا اور
نہ ہی اس کو خطا کا الزام دیا جائیگا۔"

حافظ ابن عبدالجبر لکھتے ہیں:-

"سلف اور خلف کو اتفاق ہے
کہ رائے اور فکر حقیقتاً علم نہیں ہے۔"

زیادہ سے زیادہ سلف اور خلف نے اس کے بارہ میں یہ کہا ہے کہ علم کا بہترین وزیر اچھی رائے ہے۔"

قرآن مجید ہمیں الفت اور دوستی کی اور ایک دوسرے میں ترحم اور تعاطف کی دعوت دیتا ہے۔ اگر اہلِ فکر اور اہل علم کے اختلاف سے دین کی وحدت اور تفرق اور تشیع کو راہ نہیں ملتی ہے اور مسلمانوں میں محبت اور مودت کا رشتہ نہیں ٹوٹتا ہے اور باہمی تعاون اور تناصر کے جذبات نہیں مٹتے ہیں۔ خصومت اور جدال سے ذہن اور دماغ خالی ہیں تو اس میں شک نہیں کرنا چاہیئے کہ اہلِ علم و فکر کے اِس قسم کے اختلاف نے فکر و اجتہاد کی راہ کو کشادہ کر دیا ہے۔

صحابہؓ اور فقہائے مجتہدین کے اختلافات ہمارے سامنے ہیں۔ ان کے اختلافات میں ہمارے لئے ہدایت ہیں۔ مسلمانوں نے جس صحابیؓ اور فقیہہ کی نظر کو پسند کیا ہے اس پر عمل کرتا ہے۔ اہلِ علم اور فکر کے اختلافات میں لوگوں کو کیا کرنا چاہیئے۔ حضرت اقدس شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں ایسے اہم اور مفید معلومات بہم پہنچائی ہیں جن سے مسلمانوں میں باہمی مودت اور اتحاد کا طریقہ رائج ہو سکتا ہے۔ اسلئے حضرت شاہ ولی اللہؒ صاحب کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ سے اس عنوان میں استفادہ کیا جاتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے حضرات صحابہؓ کے اختلاف کی وجوہ اور اسباب پر بحث کرنے کے بعد لکھا ہے :-

"تابعینؒ نے صحابہؓ سے اس طرح علم حاصل کیا جس طرح ان کو توفیق ہوئی۔ تابعینؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات اور صحابہؓ کے مذاہب کو سُنا اور یاد کیا اور صحابہؓ کے بعض اقوال پر بعض اقوال کو ترجیح دی اور بعض اقوال کو اپنی نظر میں ضعیف سمجھا۔ حضرت عمرؓ اور ابن مسعودؓ جنب آدمی پر تیمم جائز سمجھتے تھے۔ مگر جب حضرت عمارؓ اور عمران ابن حصین کی حدیث مشہور ہوئی تو حضرات تابعینؒ کو حضرت عمرؓ اور ابن مسعودؓ کا مسلک ضعیف معلوم ہوا اور چھوڑ دیا۔ اس طرح تابعین میں ہر ایک عالم کا مذہب جو اس کے خیال اور فکر کے موافق قائم ہو گیا اور ہر ایک شہر میں تابعین میں ایک امام مانا گیا۔ مدینہ میں ابن مسیبؒ اور سالمؒ ابن عبداللہؒ اپنے وقت کے امام تھے اور ان کے بعد امام زہریؒ یحییٰؒ ابن سعیدؒ وغیرہ حضرات مدینہ منورہ کے امام رہے۔ مکہ میں عطاءؒ بن ابی رباحؒ، کوفہ میں ابراہیم نخعیؒ بصرہ میں حسن بصریؒ، یمن میں طاؤس ابن کیسان اور شام میں حضرت مکحولؒ اپنے وقت کے امام تھے۔

تابعینؒ کے بعد اہلِ علم نے اپنے مشائخ کے انتخاب اور اعتماد پر تابعینؒ کے مختلف اقوال میں اپنے لئے قوی اور راجح قول کو اختیار کیا۔ اہلِ علم نے جن حضرات علماء کے اقوال اور آثار کی صحت کے سقم کو جانچا اور جانا ہے اور اہلِ علم کے قلوب جن حضرات علماء کی طرف مائل تھے اور جن حضرات علماء سے اہلِ علم کو عقیدت تھی، اہل علم نے ایسے حضرات علماءؒ کے مسالک کو اپنا مسلک بنایا اور ان کے اقوال کو اپنا مسلک رکھا اور سلف صالح کی اس روش پر امت مسلمہ کے ارباب علم و بصیرت نے کبھی انکار نہیں کیا ہے ٹھیک اسی طرح آج مسلمانوں کی ہر ایک جماعت کو ایسے علماء کے علم و فکر و نظر کی اتباع کرنے کا التزام ہے جنکے علم و تقویٰ کو اہلِ علم نے جانچا ہے اور انکے اقوال کی صحت کو دریافت کیا ہے اور اسکے ساتھ پوری عقیدت ہے تو یہ مسلک اور روش کسی الزام و ملامت اور کا مستحق نہیں ہونا چاہیئے اسلئے کہ تابعینؒ کے علماءؒ اور انکے بعد کے اہل علم کا یہی مسلک اور دستور رہا ہے اور اسی مسلک اور دستور سے امت مسلمہ کی وحدت اور اتفاق کو تقویت پہنچتی ہے۔

خط وکتابت کرتے وقت

خریداری نمبر

کا حوالہ ضرور دیں۔ محمد سلیم قریشی

مذہبی تعلیمی اداروں میں جدید علوم داخل کرنے کے فیصلہ کا خیر مقدم

اِن اداروں کو مُلاؤں کے مدارس کہہ کر سابقہ حکومتوں کی پیروی نہ کی جائے

کراچی ۵ جنوری پاکستان قومی اتحاد کے ممتاز رہنما جمعیۃ علماء اسلام کراچی سینٹر کے امیر الحاج مولانا محمد زکریا نے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق کے اس فیصلے کا خیر مقدم کیا ہے کہ مذہبی اداروں کے نصاب تعلیم میں جدید علوم کو بھی داخل کیا جائے گا۔ مولانا محمد زکریا نے کہا کہ اس کے ساتھ ساتھ حکومت کو چاہیئے کہ وہ جدید علوم کی درسگاہوں میں مذہبی تعلیم کو لازمی مضمون کی حیثیت سے قرار دینے کے لئے دینی و دنیاوی تعلیم کے ماہرین کی ایک مشترکہ کمیٹی ترتیب دی جائے جو کہ مذہبی تعلیم اور دنیاوی تعلیم کے نصابوں میں اس طرح سے ہم آہنگی پیدا کریں کہ ایک نوجوان جدید علوم کا حامل ہونے کے ساتھ دینی علوم قرآن و حدیث فقہ و تفسیر پر بھی مکمل عبور رکھتا ہے۔

مولانا ذکریا نے کہا کہ جنرل صاحب نے اپنی پریس کانفرنس میں دینی مدارس کو جو ملاؤں کے اداروں سے تعبیر کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ سابق حکمرانوں کی طرح وہ بھی خالص مذہبی تعلیم کی نشر و اشاعت اور ان مدارس میں تعلیم و تربیت پانے والے طلباء کے بارے میں پُرخلوص جذبات نہیں رکھتے۔

مولانا ذکریا نے یاد دلایا کہ سابقہ حکمرانوں میں جس نے بھی علماء اور دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا وہ جلد ہی اپنے کیفر کردار کو پہنچ گیا۔ سکندر مرزا نے علماء کو سونے کی کشتی میں بٹھا کر دریا میں غرق کرنے کی دھمکی دی تھی۔

مسٹر بھٹو نے ان اداروں کے وجود کو ہی سرے سے عبث بیکار محض اور بے فائدہ قرار دیا تھا اور انہوں نے بھی علوم جدیدہ داخل کرنے کے بہانے مذہب کو ختم کرنے کا ناپاک منصوبہ بنایا تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ دینی مدارس نہ ہوتے تو آج برصغیر ایشیا میں قرآن و حدیث کے حامل علماء اور صلحاء کا وجود ہی نہ ہوتا اور آج کوئی شخص مسلمانوں کی نماز جنازہ اور نکاح تک پڑھانے والا نظر نہ آتا۔ اس لئے ہم جنرل ضیاء الحق سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ دینی مدارس اور علماء اور طلباء کے بارے میں الفاظ استعمال کرنے کے سلسلے میں احتیاط برتیں۔

مجلس عاملہ جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان

کے مطالبات اور قرار دادیں

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان کی مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلی شریف والے رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے مسلمانان پاکستان کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے اور یہ اجلاس اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دست بہ دعا ہے کہ اللہ کریم مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ ان کے درجات میں مزید ترقی فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عنایت فرمائے۔

جمعیت علماء اسلام ضلع ملتان کا یہ اجلاس ملکی معیشت کے لئے مزدور اور کسان کو ریڑھ کی ہڈی قرار دیتا ہے اور ان کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی کسی حالت میں بھی ملک کے لئے سخت نقصان دہ قرار دیتے ہوئے کالونی ٹیکسٹائل ملز ملتان میں حالیہ فائرنگ کو پولیس کی بلا جواز بہیمانہ کارروائی قرار دیتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے۔ ایسے حالات پیدا کرنے والے مجرموں کو قرار واقعی سزا دینے کے لئے حکومت وقت پر لازم ہے کہ وہ ایسے اسباب کا سدباب کرے کہ آئندہ کے لئے انسانی جانوں کا ضیاع نہ ہو۔

جمعیت علماء اسلام ضلع ملتان کا یہ اجلاس کالونی ٹیکسٹائل ملز ملتان کے حالیہ واقعہ میں پولیس کی سفاکانہ فائرنگ سے جاں بحق ہونے والے افراد کے پسماندگان کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور دست بہ دعا ہے کہ اللہ کریم مرحومین کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کی قربانیوں کے صلہ میں ملک سے صنعتی انتشار کو ختم فرمائے۔

جمعیت علماء اسلام ضلع ملتان کی مجلس عاملہ کا اجلاس پاکستان قومی اتحاد کے حالیہ انتخاب میں حضرت مولانا مفتی محمود کو بحیثیت صدر، نوابزادہ نصراللہ خان کو بحیثیت نائب صدر۔ پروفیسر غفور احمد کو بحیثیت جنرل سیکریٹری منتخب ہونے پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہے اور حسب سابق ملک کی سالمیت، قانون خداوندی کی ترویج اور مخلوق خدا کی بھلائی کے لئے ہر قسم قربانی کا یقین دلاتا ہے۔

جمعیت علماء اسلام کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک میں مثبت سیاسی عمل کے لئے قومی اتحاد کو بے انتہا ضروری قرار دیتا ہے اور جو جماعتیں اتحاد سے بغاوت کریں گی ان کو قومی مجرم قرار دیتا ہے کیونکہ موجودہ ملکی حالات صرف اور صرف قوم کے بے مثال اتحاد کی بدولت معرض وجود میں آئے ہیں اور اتحاد کی منزل کو نظام مصطفےٰ قرار دیتا ہے۔

اظہار تعزیت

جھنگ۔ جمعیۃ علماءِ اسلام واصو آستانہ کے ایک اجلاس میں حضرت محمد عبداللہ شجاع آبادیؒ کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔ ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی۔

قومی اتحاد کے رہنما میاں مہدی حیات چیلہ میاں سلطان محمود چیلہ اور حاجی محمد اقبال مرحوم کے صاحبزادے محمد افضال انجم نے ایک مشترکہ بیان میں کہا کہ حضرت ایک کامل بزرگ تھے۔ تمام عمر دین کی تبلیغ کے لئے وقف کر دی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت فردوس میں جگہ عطا کرے پسماندگان اور مریدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)۔

خیر مقدم

جھنگ۔ جمعیۃ علماء اسلام ضلع جھنگ کے ناظم نشر و اشاعت چوہدری محمد عقیل نے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کی طرف سے اسلامی قوانین کے نفاذ حیدرآباد کا خصوصی ٹریبونل توڑنے سیاسی اسیروں کو رہا کرنے اور دیگر اعلانات کا خیر مقدم کیا ہے۔

اب قوم اس انتظار میں ہے کہ اس کی عملی صورت کب سامنے آتی ہے اور یہ بھاری ذمہ داری اسلامی مشاورتی کونسل اور وزارت قانون پر آن پڑی ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں احسن طریقے سے نبھانے کی توفیق بخشے۔ (آمین)۔

ملک کی بقاء اسلامی نظام کے نفاذ پر مبنی ہے۔

جمعیت علماءِ اسلام بلوچستان کے ممتاز رہنما مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم کوئٹہ کے مہتمم مولانا عبدالباقی صاحب نے کہا ہے کہ ملک کی بقاء اسلامی نظام میں ہے۔ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ روزِ اول سے نظام مصطفےٰ نافذ کیا جاتا مگر افسوس اسلام کو اقتدار حاصل کرنے کے لئے اور عوام کو دھوکا دینے کے لئے استعمال کیا گیا۔

مولانا عبدالباقی صاحب بردہی نے کوئٹہ سے حیدرآباد پہنچنے پر بلوچستانی طلباء اور جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکنوں کی طرف سے دیئے گئے ایک عصرانے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

"اب وہ وقت قریب ہے کہ قومی اتحاد ملک میں مکمل نظام شریعت نافذ کرے گا۔ انہوں نے قائد جمعیت و صدر پاکستان قومی اتحاد مولانا مفتی محمود کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ مفتی صاحب مدظلہٗ صرف ایک جید عالم نہیں بلکہ ایک عظیم سیاست دان ہیں۔

انہوں نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ مفتی صاحب کی صحت یابی کے لئے دعا کریں اور متحد ہو کر علماءِ کرام کی رہنمائی پر مکمل اعتماد رکھیں۔ انہوں نے مفتی صاحب کے لئے دعائے صحت کی۔

حضرت مولانا بہلوی مرحوم کی وفات ایک عظیم المیہ ہے

جمعیۃ علماءِ اسلام ضلع رحیم یار خان سے رہنماؤں کا اظہار تاسف

خانپور۔ گذشتہ روز مورخہ ۲ر جنوری ۷۸ کو جب یہ خبر پہنچی کہ روحانیت کی عظیم شخصیت جمعیۃ علماءِ اسلام کے ممتاز بزرگ عالم دین حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی اس دار فانی سے جدا ہو گئے ہیں تو اس خبر سے پورے دیندار حلقوں میں ایک کہرام مچ گیا کہ روحانیت کا سورج غروب ہو گیا۔ مدرسہ مخزن العلوم کے تمام اساتذہ اور طلباء نے اظہار رنج والم کے بعد حضرت مولانا مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے ختم قران مجید کئے۔

اس کے بعد حضرت مولانا غلام ربانی صاحب، ضلعی امیر جمعیت، مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی، ضلعی نائب امیر جمعیت، مولانا مطیع الرحمٰن درخواستی، جنرل سیکرٹری قومی اتحاد خانپور۔ مولانا ریاض احمد دین پوری ضلعی نائب امیر جمعیت، مولانا غلام مصطفیٰ ضلعی جنرل سیکرٹری۔ مولانا قاری حماد اللہ شفیق ضلعی جمعیۃ کے ناظم نے اپنے مشترکہ بیان میں مولانا موصوف کی موت کو ایک عظیم المیہ قرار دیا اور کہا کہ مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی کی زیارت کے بعد قلوب کو تسکین ہوتی تھی۔ ابھی حال ہی میں مفکر اعظم حضرت شیخ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا زخم مندمل نہیں ہوا تھا اب یہ خبر آگئی ہے مولانا بہلوی وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان رہنماؤں نے حضرت بہلوی مرحوم کو شاندار خراجِ عقیدت پیش کیا اور کہا کہ مولانا مرحوم اس بڑھاپے کے عالم میں بھی ملکی و ملی خدمات سرانجام دیتے رہے اور ہر ظالم کے خلاف برسر پیکار رہنا آپ کی عظیم صفت تھی۔ مولانا مرحوم کے اخلاق قرن اول کی مثال تھے۔ جو آدمی زیارت کے لئے حاضری دیتا تھا وہ خالی ہاتھ بالکل واپس نہیں آتا تھا بلکہ روح کی غذا کا سامان ضرور حاصل کر کے آتا تھا۔ مولانا مرحوم اس دارِ فانی میں اپنی مثال آپ تھے۔ روحانی امراض کا علاج عجیب طریقے پر ہوتا تھا۔

ان رہنماؤں نے مولانا مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرنے کے بعد مولانا مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کے بعد صبر جمیل کی دعا فرمائی۔

اقتصادی شعبوں میں نئے فیصلوں کے اعلان کے بعد ملکی معیشت مضبوط ہو گی۔

بوریوالہ ۳ر جنوری۔ پاکستان قومی اتحاد ضلع وہاڑی کے صدر قاری محمد طیب جمعیۃ علماءِ اسلام بوریوالہ کے جنرل سیکرٹری راؤ ارشاد احمد جمعیۃ طلباءِ اسلام ضلع وہاڑی کے کنوینر راؤ منور احمد خان نے اپنے

ایک مشترکہ بیان میں جنرل ضیاء الحق کی تقریر کا خیر مقدم کیا ہے اور توقع ظاہر کی ہے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے جن فیصلوں کا اعلان کیا ہے اس سے ملکی معیشت کو استحکام حاصل ہوگا۔ انہوں نے کہا

اعلیٰ عدالتوں کو قرآن و سنت کے منافی قوانین کو کالعدم کرنے کے جو اختیارات تفویض کئے گئے ہیں اس سے ملک میں اسلامی نظام کی راہ ہموار ہوگی اور حیدرآباد ٹریبونل ختم کرنے، سیاسی اسیروں کی رہائی اور بعض اشیاء کی قیمتیں کم کرنے کا اعلان ایک مستحسن اقدام ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ آبیانہ کی شرح میں اضافہ پر حکومت کو نظرثانی کرنی چاہئے کیونکہ آبیانہ کی شرح میں اضافہ سے چھوٹے کاشتکاروں کو چھوٹ نہیں دی گئی ہے اور موجودہ حالات میں اس کے اضافہ سے کاشتکار متاثر ہوں گے۔

اظہار تعزیت

آج بعد نماز عشاء جامع الکوثر خانیوال میں مقامی جماعت کے امیر و ضلعی جماعت کے نائب امیر نمبر ۲ مولوی محمد رمضان صاحب خطیب جامع مسجد کوثر نے اپنے ایک بیان میں روحانی پیشوا حضرت مولانا محمد عبداللہ شجاع آبادی کی وفات حسرت آیات پر اظہار تعزیت کیا۔

جمعیۃ علماء اسلام خانیوال کے نائب امیر ضلعی جمعیۃ کے نائب ناظم ۲ حکیم محمد عالم جاوید اور سید آفتاب شاہ ناظم عمومی جمعیۃ خانیوال نے حضرت کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا۔

مولانا محمد رمضان صاحب نے علمائے دیوبند کی قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بے شک علمائے دیوبند ہی اسلام کے روشن مینار ہیں حضرت بہلوی شجاع آبادی جہاں علوم ظاہری میں یکتائے زمانہ تھے وہاں علوم باطنی تصوف میں بھی آپ مربی کامل کی حیثیت رکھتے تھے۔ اندرون ملک کے علاوہ بیرون ملک بھی حضرت کے عقیدتمندوں کی کثرت ہے حضرت بہلوی اذا رُؤوا ذکر اللہ کے مصداق تھے۔

مولوی محمد رمضان ازہر نے فرمایا

حضرت کی زندگی میں جب بھی کوئی عقیدتمند ملنے کے لئے جاتا یا حضرت کسی کے پاس تشریف لے جاتے تو حضرت خاص طور پر یہ ارشاد فرماتے کہ ذکر اذکار بھی کیا کرو اور جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ وابستہ رہنا یہ وقت کا جہاد ہے۔

آخر میں مولانا ازہر صاحب نے حضرت کے صاحبزادگان سے اظہار تعزیت کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ شیخ کامل کو جنت الفردوس نصیب فرمادے۔ آمین۔

اعظم بستی ٹاؤن، محمود آباد کراچی

گذشتہ دنوں جمعیت علماء اسلام حلقہ اعظم بستی ٹاؤن محمود آباد کراچی شرقی کا اجلاس زیر صدارت امیر جمعیت علمائے اسلام جناب قاری احمد حسین صاحب منعقد ہوا۔ جس میں مہمان خصوصی جناب مولانا الحاج محمد زکریا صاحب نے شرکت فرمائی اور انہوں نے خطاب کیا۔ انہوں نے مقامی ورکروں سے تبادلہ خیال کیا۔ اور اس میں مطالبہ کیا کہ حلقہ اعظم بستی و اعظم ٹاؤن کے گندے پانی کی نکاسی اور صفائی کرائی جائے

بعدازیں مولانا محمد یوسف رحمانی صاحب نے حسب پروگرام حاضرین سے خطاب کیا۔ انہوں نے کارکنوں پر زور دیا کہ اپنی شب و روز کی زندگی کا بغور جائزہ لیں اور منشاء ایزدی کے مطابق اپنی زندگی گزاریں۔

رحیم یار خان

مطالبات، قراردادیں اور تعزیت

گذشتہ روز جمعیت علماء اسلام، رحیم یار خان کا اجلاس زیر صدارت حاجی عبدالرحمٰن طارق منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قراردادیں پاس کی گئیں۔

۱۔ جمعیت علماء اسلام رحیم یار خان کا یہ اجلاس قائد جمعیت مولانا مفتی و دیگر عہدہ داران پاکستان قومی اتحاد کے دوبارہ منتخب ہونے پر دلی مسرت کا اظہار کرتا ہے اور مفتی صاحب کی صحت اور درازی عمر کی دعا کرتا ہے۔

۲۔ یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ ربوہ کا نام تبدیل کرکے ملت اسلامیہ کے جذبات و دیرینہ مطالبے کا احترام کیا جائے۔ یہ مطالبہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں بھی کیا گیا ہے۔ نیز جبکہ جنرل محمد ضیاء الحق کی یکم جنوری ۷۸ء کی پریس کانفرنس اور نشری تقریر میں کہا گیا ہے کہ پاکستان ہائی کورٹ و سپریم کورٹ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ قرآن و سنت کے خلاف قوانین کو کالعدم قرار دے سکتے ہیں تو کتب مرزائیت میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف زہریلا مواد موجود ہے جس میں محمد عربی کی توہین کی گئی ہے۔ لہٰذا ایسی تمام کتابوں اور لٹریچر کو ضبط کیا جائے اور آئندہ کے لئے ایسے بدباطن لوگوں کو سزا دی جائے اور ان کی شرانگیز سرگرمیوں پر کڑی نگرانی کی جائے۔

۳۔ یہ اجلاس ضلعی حکام سے مطالبہ کرتا ہے کہ بازار میں سیمنٹ کی مصنوعی قلت کی گئی ہے جس سے عوام کو بیحد پریشان کیا جارہا ہے۔ اس کا فوری ازالہ کرکے شہریوں کو پریشانیوں سے نجات دلائی جائے نیز بلیک کرنے والے سیمنٹ فروش و بعض لوٹ اہلکاروں کو بے نقاب کرکے سزا دی جائے۔

۴۔ یہ اجلاس ضلعی انتظامیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ ضلع بھر میں چوری کی وارداتیں بڑھ گئی ہیں۔ دیہات میں غریب عوام آرام کی نیند نہیں سو سکتے۔ نیز قصبہ مغل حمزہ تحصیل لیاقت پور میں چند پیپلز پارٹی کے غنڈوں نے ایک شخص کے گھر میں گھس کر حملہ کیا۔ افراد خانہ کو زدوکوب اور زخمی کیا لیکن متعلقہ پولیس لیاقت پور جانبداری کررہی ہے۔ ضلعی حکام فوراً نوٹس لیں اور ملزمان کے خلاف فوراً قانونی کارروائی کریں۔

۵۔ اجلاس ہذا شیخ العصر شیخ التفسیر حضرت مولانا عبداللہ صاحب بہلوی شجاع آبادی کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمادے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمادے۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلویؒ کی وفات پر اظہار غم

خانیوال: ۲ جنوری ۷۸ء بعد نماز عشاء جامع مسجد

حبیب کوٹ خانیوال میں حضرت مولانا حکیم صوفی پیر عبدالمجید صاحب جھنگ والے رکن جمعیت علماء اسلام جھنگ نے اپنے مریدوں اور جمعیت طلباء اسلام پاکستان خانیوال کے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلویؒ کی وفات سے جو بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے وہ کبھی پُر نہیں ہوسکتا آپ اپنے وقت کے بہت بڑے محقق و محدث اور فقیہ تھے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی اشاعت اسلام اور دین حق کے لئے وقف کر دی تھی۔ آپ بڑے سے بڑے آمر و جابر کے سامنے سرنگوں نہ ہوئے بلکہ تمام عمر ہمیشہ کلمہ حق کو بلند کیا آپ کے مرید لاکھوں کی تعداد میں بیرونی ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں اور ہزاروں علماء کرام آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ اپنے وقت کے جید عالم دین اور روحانی پیشوا تھے اور حقیقت میں آج عالم اسلام یتیم ہوگیا ہے۔

آخر میں مولانا عبدالمجید صاحب نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین اور مریدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

جمعیت کے چار رکنی وفد نے چھ ضلعوں کا دورہ مکمل کر لیا

حیدرآباد جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے ناظم اعلیٰ مولانا نور محمد صاحب جمعیت کے صوبائی رہنما مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن حاجی کرامت اللہ جمعیت صوبہ سندھ کے نائب امیر مولانا محمد حسن صوبائی ناظم جناب مولانا عبدالرزاق عزیز صاحب ۲۳ دسمبر کو حیدرآباد پہنچے۔ پروگرام کے تحت ۲۴ دسمبر کو ضلع سانگھڑ، ضلع نوابشاہ، شہداد پور کا دورہ مکمل کرنے کے بعد میرپور خاص ضلع تھرپارکر کا دورہ کیا اور ۲۵ دسمبر کو دورہ مکمل کرنے کے فوراً بعد ضلع حیدرآباد کا تفصیلی دورہ کیا۔ ۲۶، ۲۷ ضلع ٹھٹھہ سجاول کے بعد پھر ۲۸ حیدرآباد، ۲۹ دادو ضلعی مضافات کا دورہ کرنے کے بعد ۳۰ کراچی شرقی ۳۱ دسمبر کراچی اوسط، یکم جنوری ۷۸ء کراچی غربی کا تفصیلی دورہ کیا۔ جماعتی کارکردگی اور مالیاتی فنڈ کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ ان دوروں کے دوران جمعیت کے رہنماؤں نے کہا ہے کہ نوکر شاہی عوام کے ساتھ بہتر سلوک نہیں کر رہی۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ انتظامیہ کے رویہ کو جلد درست کرنے کی طرف توجہ دیں۔

اوچ ضلع دیر

گذشتہ دنوں دارالعلوم مظہر الاسلام اوچ جمعیۃ علماء اسلام ضلع دیر کا ایک اجتماع ہوا جس میں ضلع بھر کے کارکنوں نے کافی تعداد میں شرکت کی۔ اس اجتماع میں علماء کرام نے جمعیت کے اغراض و مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور حضرت درخواستی و حضرت مفتی صاحب پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ ضلع دیر کا تفصیلی دورہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ ضلع کے دورہ کے لئے مندرجہ ذیل وفد تشکیل کیا گیا۔

۱۔ قاضی عبدالسلام، امیر ضلع دیر
۲۔ مولانا بشیر احمد، نائب امیر ضلع دیر
۳۔ تجمل خاں، ناظم عمومی ضلع دیر
۴۔ قاضی مصباح الدین، ناظم ضلع دیر
۵۔ حافظ حسین احمد، صدر جمعیۃ طلباء اسلام گورنمنٹ کالج تھانہ

یہ وفد ۹ جنوری کو کامبٹ، ۱۰ جنوری کو واڑی، ۲۵ دسمبر کو علاقہ میدان کا تفصیلی دورہ کریں گے۔

انتخاب جندول، ضلع دیر

امیر	مولوی محمد صاحب فاضل دیوبند
نائب امیر	حاجی حضرت شاہ صاحب
ناظم عمومی	محمد آن شاہ صاحب
نائب ناظم	حضرت رحمان صاحب
خزانچی	یوسف خاں صاحب
سالار	شیخ محمد افضل صاحب

انتخاب ضلع دیر

امیر	قاضی عبدالسلام صاحب
نائب امیر	مولوی بشیر احمد صاحب
ناظم عمومی	تجمل خاں صاحب
ناظم	ڈاکٹر عبدالرحمٰن آف میدان
خزانچی	حکیم عبدالرحمٰن صاحب آف واڑی
ناظم نشر و اشاعت	قاضی یعقوب صاحب
سالار	بشیر زماں خاں ملک

حاجی فتح دین انبالوی انتقال کر گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

قلعہ لچھمن سنگھ لاہور کے معمر بزرگ اور جمعیۃ علماء اسلام کے سرپرست حاجی فتح دین انبالوی گذشتہ روز تقریباً ایک سو برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم انتہائی نیک سادہ اور دیندار بزرگ تھے۔ برصغیر کے ممتاز روحانی پیشوا حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے متوسلین میں سے تھے۔ انہوں نے ساری زندگی دین اور دینداروں کی خدمت کرتے ہوئے گذاری اور وہ جامع مسجد نورانی قلعہ لچھمن سنگھ اور مدرسہ احسن المدارس کے بانی تھے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے قائد مولانا مفتی محمود اور صوبہ پنجاب کے امیر مولانا عبیداللہ انور نے ایک تعزیتی بیان میں مرحوم کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

جمعیۃ علماء اسلام قلعہ لچھمن سنگھ کے امیر قاری عبدالحمید نے بھی ایک بیان میں حاجی صاحب کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں خصوصی انوار اور رحمتوں سے نوازے۔

دعائے صحت

جمعیۃ علماء اسلام راولپنڈی کے ناظم عمومی قاری عبدالمالک صاحب بواسیر کی شدید تکلیف کے پیش نظر سینٹرل ہسپتال راولپنڈی کے بعد اب مشن ہسپتال ٹیکسلا میں زیر علاج ہیں۔

موصوف کو جمعیۃ و اکابر جمعیۃ سے والہانہ تعلق ہے۔ احباب سے ان کی مکمل صحت کی درخواست ہے۔

(ناظم جمعیۃ راولپنڈی)

طلبار کی ڈائری .... ظہیر میر

”عزمِ نو“ کی خریداری کا باقاعدہ آغاز ہو گیا

ہم جلد اپنی منزل کو پانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ (جناب عبدالرؤف ربّانی)

پچھلے دنوں جمیعتہ طلبار اسلام صوبہ پنجاب کے جنرل سیکرٹری جناب عبدالروٴف نے ضلع سیالکوٹ کا تفصیلی دورہ کیا۔ اِن کے ہمراہ ضلع گوجرانوالہ کی جمعیت کے صدر جناب محمد فاروق شیخ بھی تھے آپ نے ڈسکہ میں ساتھیوں سے تفصیلی ملاقات کی اور جماعتی پالیسیوں سے کارکنوں کو آگاہ کیا۔ بعد میں یہ دونوں حضرات پسرور تشریف لے گئے وہاں طلبہ کے ایک بھرپور اجتماع سے جناب عبدالروٴف ربّانی، جناب محمد فاروق شیخ۔ جناب جاوید اقبال (صدر جمیعتہ طلبار اسلام سیالکوٹ) حضرت مولانا مفتی رشید احمد نے خطاب فرمایا۔ اپنے دورے کے آخر میں آپ نے سیالکوٹ میں طلبار سے خطاب فرمایا۔ اور اپنی نگرانی میں ضلع سیالکوٹ کا انتخاب کروایا۔ اتفاق رائے سے درج ذیل حضرات ضلع سیالکوٹ کی باڈی کے لیے منتخب ہوئے۔

صدر:۔ جاوید اقبال آف ڈسکہ

نائب صدر:۔ منور حسین آف پسرور

ناظم عمومی:۔ محمد افضل آف شکر گڑھ

ناظم:۔ نذیر احمد آف پسرور

ناظم مالیات، حافظ محمد اسحاق آف ڈسکہ

سیکرٹری نشر و اشاعت کا انتخاب صدر اور سیکرٹری صاحب کے مشورہ سے ہوگا۔

بعد میں یہی دونوں راہنما شکر گڑھ بھی تشریف لے گئے۔ اور وہاں مقامی طلبہ کے ایک اجتماع سے بھی خطاب کیا۔

”عزمِ نو“ نوجوانوں کی اُمنگوں کا ترجمان

جمیعتہ طلبار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام ماہنامہ

”عزمِ نو“ یکم فروری سے منظرِ عام پر آ رہا ہے۔ اس سلسلہ میں اس کی سالانہ خریداری کا باقاعدہ آغاز ہو گیا ہے۔ خریداری کی ابتدا جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب دامت برکاتہم نے کی۔ اُن کے بعد خریداری کا ایک سلسلہ چل نکلا ہے۔ جمیعتہ کے مرکزی صدر میاں محمد عارف نے اُن تمام احباب کا دلی شکریہ ادا کیا ہے جو اس سلسلہ میں طلبہ کی اعانت فرما رہے ہیں۔ آپ نے طلبار کے نام ایک پیغام میں کہا ہے کہ ”عزمِ نو“ کی خریداری کی مہم میں سرگرمی سے حصہ لے کر جماعتی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں، آپ نے کہا ہے کہ آپ لوگوں کا تعاون انشاءاللہ جماعتی آرگن کو ایک ممتاز مقام دے گا اور آپ کا جماعتی پرچہ ملک کے چوٹی کے شائع ہونے والے پرچوں کی صف میں آ جائے گا۔

صُوبہ سندھ کی تمام شاخیں متوجہ ہوں

صُوبہ سندھ کی تمام شاخوں کو ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ

۱۔ ہر شاخ کا صدر اور ناظم عمومی اپنے اپنے ایڈریس صوبائی دفتر حیدر آباد کو ارسال کریں۔

۲۔ ماہانہ رپورٹ فارم پُر کر کے صوبائی دفتر بھیجیں۔

۳۔ جن شاخوں کے پاس ماہانہ رپورٹ فارم نہیں ہیں، وُہ صوبائی دفتر سے منگوائیں۔

۴۔ سندھی تعارف صوبائی دفتر میں موجود ہیں۔ جن شاخوں کو ضرورت ہو، وُہ صوبائی دفتر سے منگوائیں۔

منجانب:۔

بشیر احمد قریشی قائم مقام ناظم عمومی

جمیعتہ طلبار اسلام صوبہ سندھ

تنظیمی دورہ

(بہاول پور ڈویژن)

جمیعتہ طلبار اسلام ضلع بہاولنگر کے صدر ملک خلیل احمد اعوان ۷۸-۱-۱۵ تا ۷۸-۱-۲۵ تک بہاول نگر۔ بہاول پور۔ رحیم یار خاں اضلاع کے دورے پر ہیں۔ یہ دورہ ”عزمِ نو“ کی اشاعت کے سلسلے میں ہے جماعتی احباب تعاون فرما کر ممنون فرمائیں۔

صوبائی ناظم عمومی کا تنظیمی دورہ

جمیعتہ طلبار اسلام صوبہ پنجاب کے ناظم عمومی جناب عبدالرؤف ربانی درج ذیل تواریخ کے مطابق درج ذیل مقامات کا تنظیمی دورہ کریں گے۔

۲۴ فروری۔ ہارون آباد چشتیاں

۲۵ فروری۔ فقیر والی۔ فورٹ عباس۔ بہاول نگر

۲۶ فروری۔ منچن آباد۔ منڈی صادق گنج۔ میکلوڈ گنج

انتخاب ہو

گذشتہ روز جمیعتہ طلبار اسلام دارالعلوم ایبٹ آباد کی تنظیم نو کی گئی۔ اور متفقہ طور پر درج ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

سرپرست: حافظ عبدالرحمان ارسلان
صدر: شیر محمد
نائب صدر: عبدالماجد
ناظم عمومی: عبدالصبور صابر
ناظم: جبیب الرحمان
ناظم نشریات: احمد سعید آزاد
ناظم مالیات: ولی اللہ

بھوئیگاڑ

جمعیۃ طلباء اسلام بھوئیگاڑ کے کارکنان کا ایک اجلاس جناب حسین احمد صاحب قریشی منعقد ہوا جمعیۃ کے پروگرام سے متاثر ہو کر درج ذیل طلباء نے باقاعدہ جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کیا شمولیت اختیار کرنے والوں کے نام درج ذیل ہیں۔

سید اشفاق حسین، سید اشتیاق حسین محمد داؤد، محمد اقبال، نور محمد۔ عطا المنعم۔ آخر میں ضلعی صدر جناب حسین احمد قریشی نے خطاب کرتے ہوئے جماعتی اغراض و مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ ناظم عمومی جناب بدر الدین احمد قریشی نے بھی طلباء سے خطاب کیا۔

انتخاب (چینہ تحصیل چارسدہ)

صدر: محمد اسرار گورنمنٹ کالج چارسدہ
نائب صدر: محمد فاروق گورنمنٹ ہائی سکول ترناب
ناظم عمومی: مشتاق احمد گورنمنٹ کالج چارسدہ
ناظم: ہدایت الرحمٰن گورنمنٹ ہائی سکول ترناب
ناظم اطلاعات: لطف الرحمٰن گورنمنٹ ہائی سکول ″
ناظم مالیات: نثار احمد گورنمنٹ ہائی سکول ترناب

ضلع خضدار (بلوچستان)

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع خضدار کے ناظم عمومی جناب عبداللہ آزاد خارانی اور ناظم عمومی تحصیل کرخ جناب محمد اکبر صاحب نے پچھلے دنوں تحصیل کرخ کا تنظیمی دورہ کیا۔ وہاں اتفاق رائے سے درج ذیل انتخاب بھی کرایا۔ سرپرست۔ قاری عبدالرحمٰن صاحب صدر۔ محمد صادق، ناظم عمومی۔ محمد علی کرخ ناظم مالیات۔ کریم بخش اجلاس کے اختتام پر قاری عبدالرحمٰن نے طلبہ سے خطاب کیا اور دعا فرمائی۔

ضلع جیکب آباد

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام ضلع جیکب آباد کی مجلس شوریٰ کا اجلاس زیر صدارت جناب ہمت علی خان جکھرانی ٹھل میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں درج ذیل شاخوں کو رپورٹ مہیا کی گئی۔

رپورٹ کندہ کوٹ از عبدالمجید بلوچ صدر جمعیۃ کندہ کوٹ
″ غوث پور از میر محمد چانڈ صدر جمعیۃ غوث پور
″ تنگوانی از علی اکبر مگسی صدر جمعیۃ تنگوانی
″ جیکب آباد از عبدالغنی انصاری صدر جمعیۃ جیکب آباد
″ ٹھل از شہنواز ناظم مالیات۔ جمعیۃ ٹھل

بعد میں ضلعی ناظم عمومی جناب عبدالحی کو نازی نے اپنے ضلع کی رپورٹ پیش کی۔ کام کی رفتار کو تیز کرنے کے لیے مختلف تجاویز زیر غور آئیں۔ آخر میں حضرت مولانا خدا بخش صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ٹھل نے طلباء سے خطاب فرمایا۔ ایک اعلان کے مطابق آئندہ ماہانہ اجلاس ۳ فروری کو جیکب آباد میں طلب کیا گیا ہے۔ کارکن حضرات مطلع رہیں۔

تربیتی اجتماعات

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے زیر اہتمام

بمقام مدرسہ مخزن العلوم خانپور — بتاریخ ۹ تا ۱۱ فروری

جمعیۃ طلباء اسلام سرحد کے زیر اہتمام

بمقام تنگی تحصیل چارسدہ — بتاریخ ۲ تا ۳ فروری

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے زیر اہتمام

بمقام جامع مسجد گکھڑ — بتاریخ ۲ تا ۳ فروری

شعبہ تبلیغ جمعیۃ علماء اسلام

پنجاب

۱۱ جنوری ملتان ۔ آج شعبہ تبلیغ جمعیت علماء اسلام صوبہ پنجاب کا ایک اجلاس ہوا جس میں صوبہ کے مختلف اضلاع سے آئے ہوئے مقررین نے اجلاس میں شرکت فرمائی ۔ اجلاس تین گھنٹے جاری رہا جس میں مہنگائی کے خلاف اور کالونیز کے مزدوروں پر وحشیانہ فائرنگ کی مذمت کی قراردادیں منظور کی گئیں ۔ بعد میں درج ذیل فیصلے ہوئے ۔

I ۔ درج ذیل مبلغین کا تقرر عمل میں لایا گیا ۔

۱ ۔ مولانا منظور الحق رحمانی ، برائے ضلع ملتان

۲ ۔ مولانا عبد الصبور ڈاہر ، برائے ضلع رحیم یار خان

۳ ۔ مولانا سید فضل الرحمان شاہ ، برائے ڈویژن سرگودھا

۴ ۔ مولانا عبد الستار صاحب ، برائے ضلع ساہیوال

۵ ۔ مولانا سید حفیظ احمد شاہ ، برائے ضلع وہاڑی

۲ ۔ درج ذیل مقررین نے جماعت کے لئے مندرجہ ذیل اوقات ہر ماہ وقف فرمائے ہیں ۔ ان کے پروگرام کی تاریخ و وقت میرے پتہ ملتان پر لکھ کر لیا جا سکتا ہے ۔

۱ ۔ مولانا محمد بشیر اختر الہ آبادی ہر عربی مہینے کے ابتدائی پانچ ایام اور آخری پانچ ایام ۔ کل ۱۰ یوم

۲ ۔ مولانا منظور احمد صاحب چینیوٹی ۔ ہر عربی مہینہ کے آخری پانچ یوم ۔

۳ ۔ مولانا احمد سعید لدھیانوی ، ہر عربی مہینہ کے آخری پانچ یوم ۔

۴ ۔ مولانا غلام مصطفےٰ صاحب بہاولپوری ، ہر ہفتہ کا جمعہ

۵ ۔ مولانا رشید احمد لدھیانوی رحیم یار خان ، ہر عربی ماہ کے پہلے پانچ دن ۔

۶ ۔ مولانا قاری حماد اللہ رحیم یار خان ، ہر ہفتہ کا جمعہ ۔

(۳) شعبہ تبلیغ پنجاب نے ماہ ربیع الاول میں سیرت کانفرنسوں کا اعلان کیا ہے ۔ یہ کانفرنسیں صوبہ بھر میں ہر ضلعی ہیڈکوارٹر میں منعقد ہونگی تفصیل حسب ذیل ہے :۔

یکم ربیع الاول	۱۰ فروری	رحیم یار خان
۲ ر 〃 〃	۱۱ 〃	بہاولپور
۳ ر 〃 〃	۱۲ 〃	بہاولنگر
۴ ر 〃 〃	۱۳ 〃	وہاڑی
۵ ر 〃 〃	۱۴ 〃	ملتان
۶ ر 〃 〃	۱۵	مظفر گڑھ
۷ ر 〃 〃	۱۶ 〃	ڈیرہ غازیخان
۸ ر 〃 〃	۱۷ 〃	جھنگ
۹ ر 〃 〃	۱۸ 〃	فیصل آباد
۱۰ ر 〃 〃	۱۹ 〃	ساہیوال
۱۱ ر 〃 〃	۲۰ 〃	قصور
۱۲ ر 〃 〃	۲۱ 〃	لاہور
۱۳ ر 〃 〃	۲۲ 〃	شیخوپورہ
۱۴ ر 〃 〃	۲۳ 〃	گوجرانوالہ
۱۵ ر 〃 〃	۲۴ 〃	سیالکوٹ
۱۶ ر 〃 〃	۲۵ 〃	گجرات
۱۷ ر 〃 〃	۲۶ 〃	جہلم
۱۸ ر 〃 〃	۲۷ 〃	راولپنڈی
۱۹ ر 〃 〃	۲۸ 〃	کیمبل پور (ضلع اٹک)
۲۰ ر 〃 〃	یکم مارچ	میانوالی
۲۱ ر 〃 〃	۲ 〃	سرگودھا

۴ ۔ شرکاء کانفرنس :

ان کانفرنسوں میں درج ذیل حضرات انشاء اللہ بہر حال شرکت فرمائیں گے :۔

۱ ۔ مولانا منظور احمد چینیوٹی ، ناظم جمعیت علماء اسلام پنجاب ۔

۲ ۔ مولانا محمد لقمان علی پوری ، ناظم جمعیت علماء اسلام پنجاب ۔

۳ ۔ مولانا قاری محمد حنیف صاحب ملتانی ۔

۴ ۔ مولانا علامہ غلام مصطفےٰ بہاولپوری

۵ ۔ مولانا احمد سعید لدھیانوی

۶ ۔ مولانا بشیر اختر الہ آبادی

۷ ۔ مولانا سید فضل الرحمان شاہ احرار

۸ ۔ مولانا رشید احمد لدھیانوی

۹ ۔ سید امید گیلانی

۱۰ ۔ عنصر بخاری

۱۱ ۔ نور الحق قریشی ، ناظم عمومی جمعیت پنجاب

جہاں تک اکابرین امیر حضرت مولانا درخواستی مدظلہ ، حضرت قائد جمعیت مفتی صاحب مدظلہ اور حضرت امیر پنجاب مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کی شرکت کا تعلق ہے ان بزرگوں سے رابطہ قائم کیا جائے گا ۔ جب اور جس مقام انہوں نے شرکت پر آمادگی کا اظہار فرمایا اعلان کر دیا جائے گا ۔

(۵) ہدایات برائے ضلعی عہدیداران

۱ ۔ شعبہ تبلیغ پنجاب کی طرف سے اشتہارات شائع کئے جائیں گے تاہم ہر ضلع اپنے طور پر اشتہار شائع کر سکتا ہے ۔

۲ ۔ ہر ضلع علاقائی طور پر جس بزرگ ہستی یا راہنما کی چاہے صدارت تجویز کر سکتا ہے ۔

۳ ۔ ہر ضلع اپنے طور پر کانفرنس اور لاؤڈ سپیکر کی اجازت متعلقہ حکام سے خود لے گا ۔

۴ ۔ ہر ضلع کانفرنس کے اخراجات وغیرہ کیلئے ایک ہزار روپیہ کم از کم صوبائی جماعت کی امداد کے لئے تیار رکھے تاکہ کانفرنس کے وقت صوبائی رہنماؤں کو دیدیئے جائیں ۔ مقامی خرچہ مقامی جماعت خود برداشت کرے گی ۔

۵ ۔ سیرت کانفرنس ہر ضلعی ہیڈکوارٹر میں ہوگی جس میں ضلع بھر کے کارکن شرکت کر سکیں ۔ اگر کوئی ضلع ہیڈکوارٹر کی بجائے تحصیل صدر مقام پر تجویز کرنا چاہتا ہے تو وہ ۲۵ جنوری تک ملتان میرے پتے پر مطلع کر دے ۔

۶ ۔ جہاں جس روز کانفرنس ہوگی اس روز نماز ظہر کے بعد ضلع بھر کے کارکنوں کا اجتماع ہوگا جسے صوبائی رہنما خطاب کریں گے اور ان کے مسائل معلوم کریں گے ۔

محمد نور الحق قریشی

ناظم عمومی جمعیت علماء اسلام پنجاب

کچہری روڈ ، ملتان شہر ۔